ہفت روزہ

ندائے خلافت
لاہور

10

www.tanzeem.org

28 جمادی الاوّل تا 5 جمادی الثانی 1437ھ/8 تا 14 مارچ 2016ء

اس شمارے میں

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

شادی بیاہ کی اصلاحی تحریک
اور خطبۂ نکاح کی تفہیم

تحفظ خواتین: شیلٹر، کڑے نہیں، خاندان!

بہترین مسلمان

مستحکم خاندان کی تعمیر کیسے ہو؟

علم کی ماں پر فضیلت

شام میں فلسطین کی تاریخ کو دہرایا......

عافیہ صدیقی کی والدہ کی قوم سے التجا

مغربی تہذیب وثقافت اور مسلمان خواتین

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

یہ غفلت آخر کب تک!

اے بے خبرو! یادرکھو کہ زندگی کی خواہش ہے تو مشکلات سے گھبرانا لاحاصل ہے، کیونکہ مشکلیں زندہ اور متحرک انسانوں ہی کے لئے ہیں، ایک بے روح لاش کے لئے نہیں ہیں۔ آرام کی خواہش ہے تو اس کی سب سے بہتر جگہ قبر ہے۔ بیٹھے رہو گے تو یقیناً ٹھوکر نہیں لگے گی، پر جب چلو گے تو ٹھوکریں کھانا ضروری ہیں۔

غفلت وسرشاری کی بہت سی راتیں بسر ہو چکیں، اب خدا کے لئے بسترِ مدہوشی سے سر اٹھا کر دیکھئے کہ آفتاب کہاں نکل آیا ہے۔ آپ کے ہم سفر کہاں تک پہنچ چکے ہیں اور آپ کہاں پڑے ہیں؟ یہ نہ بھولئے کہ آپ اور کوئی نہیں بلکہ "مسلم" ہیں اور اسلام کی آواز آپ سے آج بہت سے مطالبات رکھتی ہے۔ کب تک اس دین الٰہی کو اپنے اعمال سے شرمندہ کیجئے گا، کب تک دنیا کو اپنے اوپر ہنسایئے گا اور خود نہ روئیے گا اور کب تک اسلام کی قوت کا خانہ خالی رہے گا؟ اگر مصائب کا تازیانہ غفلت کی ہوشیاری کا ذریعہ ہے تو کون سے مصائب ہیں جن کا آپ پر نزول نہیں ہو چکا ہے؟

مولانا ابوالکلام آزادؒ

الھدیٰ (696)

ڈاکٹر اسرار احمد

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور فرعون کا انکار

سُورۃ بَنِی اِسْراءِ یل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰۤؤُلَاۤءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ جَمِیۡعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾

آیت ۱۰۲ ﴿قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰۤؤُلَاۤءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ﴾ ”موسیٰؑ نے کہا: تجھے خوب معلوم ہے کہ نہیں نازل کیا ان (نشانیوں) کو مگر آسمانوں اور زمین کے رب نے آنکھیں کھول دینے کے لیے۔“

﴿وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾﴾ ”اور اے فرعون! میں تو تمہیں ہلاکت زدہ سمجھتا ہوں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے بارعب انداز میں بلا جھجک جواب دیا کہ تمہیں تو مجھ پر جادو کے اثر کا گمان ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ تو ربّ کائنات کی بصیرت افروز واضح نشانیوں کو جھٹلا کر اپنی ہلاکت اور بربادی کو یقینی بنا چکا ہے۔

آیت ۱۰۳ ﴿فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ﴾ ”تو اُس نے ارادہ کیا کہ انہیں اکھاڑ پھینکے زمین سے“

فرعون باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت بنی اسرائیل کی نسل کشی کر رہا تھا۔ وہ ان کے لڑکوں کو قتل کروا دیتا اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا اور کسی بھی قوم کے مکمل استیصال کا اس سے زیادہ مؤثر طریقہ بھلا اور کیا ہو سکتا ہے!

﴿فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ جَمِیۡعًا ﴿۱۰۳﴾﴾ ”لیکن ہم نے غرق کر دیا اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو۔“

آیت ۱۰۴ ﴿وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ﴾ ”اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم لوگ زمین میں آباد ہو جاؤ“

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾﴾ ”پھر جب آئے گا پچھلے وعدے کا وقت تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔“

اکثر و بیشتر مفسرین نے وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ سے آخرت یعنی قیامت مراد لی ہے۔ یعنی جب قیامت آئے گی تو تم لوگ جہاں کہیں بھی ہوگے سب کو اکٹھا کر کے ہم میدانِ حشر میں لے آئیں گے۔

اس سورت کے نزول کے وقت بنی اسرائیل کو فلسطین سے بے دخل ہوئے ساڑھے پانچ سو سال ہو چکے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر اسرائیل کی ریاست کے ذریعے یہودیوں کو اکٹھا کیا ہے۔ اپنے زعم میں تو انہوں نے عظیم تر اسرائیل کا منصوبہ اور نقشہ تیار کر رکھا ہے اور عین ممکن ہے ان کا یہ منصوبہ پورا بھی ہو جائے، مگر بالآخر یہ عظیم تر اسرائیل ان کے لیے عظیم تر قبرستان ثابت ہوگا (واللہ اعلم!) آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور آپؑ ہی کے ہاتھوں اس قوم کی ہلاکت ہوگی۔

فرمان نبوی

نو نشانیاں

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں اور کچھ پوچھتے ہیں۔ دوسرا کہنے لگا کہ انہیں نبی مت کہو اگر انہوں نے سن لیا تو خوشی سے ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ﴿وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ﴾ (اسراء:۱۰۱) (تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلی نشانیاں دی تھیں۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہیں: (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ (2) زنا مت کرو (3) چوری مت کرو (4) جادو مت کرو (5) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے (6) سود خوری نہ کرو (7) کسی پاکباز عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ (8) دشمنوں سے مقابلے کے وقت راہِ فرار اختیار نہ کرو اور نویں بات یہ تھی کہ یہودیوں کے لئے خاص حکم یہی تھا کہ ہفتے کے دن زیادتی نہ کریں۔“ چنانچہ وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چومنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ پھر کس چیز نے تمہیں مسلمان ہونے سے روکا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہو۔ ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم ایمان لے آئے تو یہودی ہمیں قتل نہ کر دیں۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

28 جمادی الاوّل تا 5 جمادی الثانی 1437ھ جلد 25
8 تا 14 مارچ 2016ء شمارہ 10

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادا ریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

ممتاز قادری جس نے توہین رسالت کے ارتکاب پر وقت کے گورنر سلمان تاثیر کو قتل کر دیا تھا، اسے پھانسی دے دی گئی ہے۔ ایک روز پہلے اس کے اہل خانہ کو بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے اور آپ لوگوں سے ملنا چاہتا ہے۔ یوں اہل خانہ کی ممتاز قادری سے وہ ملاقات کرائی گئی جسے قانون کی زبان میں آخری ملاقات کہتے ہیں۔ گویا اس عمل میں ایسی رازداری برتی گئی کہ ممتاز قادری کے اہل خانہ بھی نہ جانتے تھے کہ انہیں اصلاً آخری ملاقات کا قانونی حق دیا جا رہا ہے۔ یورپ اور وطن عزیز میں اُس کے دیسی مقلدین نے یہ چراغ گل کرنا اس لیے لازم جانا کہ جھوٹے نگوں کی صناعی متاثر ہو رہی تھی۔ ہم نے 2011ء کے ندائے خلافت کے شمارہ 40 میں خود حضور ﷺ کے مبارک دور میں شاتم رسولؐ کے قتل میں ملوث بعض صحابہ کرامؓ کی بریت اور شاتم رسولؐ کے خون کے رائیگاں ہونے کے فیصلوں کا حوالہ دیا تھا۔ پھر یہ کہ 2015 کے شمارہ نمبر 18، 17، 15 میں عدالتی فیصلہ پر خلیل الرحمٰن قادری کا تبصرہ بھی شائع کیا گیا تھا جس میں واضح کیا گیا تھا کہ فیصلہ میں شرعی لحاظ سے کہاں کہاں سقم موجود ہیں۔ بہرحال اب قاتل اور مقتول دونوں اللہ کی عدالت میں پہنچ چکے ہیں، ظاہر ہے اصل فیصلہ وہاں ہی ہوگا، کیونکہ حقیقی جزا اور سزا صرف وہاں ممکن ہے۔ البتہ مسلمانانِ پاکستان نے دونوں جنازوں میں شرکت کے حوالہ سے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ ایک جنازہ میں لاکھوں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جو گلاب کے سرخ پھولوں کے ساتھ ساتھ محبت و عقیدت کے جذبات بھی نچھاور کر رہا تھا اور ایک دنیا تھی جو اس بے روح جسم کی زیارت کو عبادت کا درجہ دے رہی تھی اور ایک جنازہ چند سال پہلے گورنر ہاؤس میں عجب حالت میں پڑا تھا۔ چند درجن افراد صف باندھنے کی بجائے جنازے کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ گورنر ہاؤس میں بھی ان کی حفاظت کا زبردست انتظام تھا۔ فضا میں ایک ہیلی کاپٹر چکر لگا رہا تھا۔ شرکاء کے چہروں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ کوئی عالم دین، کوئی امام مسجد نماز جنازہ پڑھانے پر تیار نہیں ہوا تھا، پیپلز پارٹی کے ایک صاحب آگے بڑھتے دکھائی دیے شاید انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی ہو لیکن میت کو صرف چھتیس سیکنڈ کے بعد وہاں سے اٹھا لیا گیا۔

ایک طبقہ بڑے زوردار انداز میں یہ موقف اختیار کر رہا ہے کہ فرد کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔ عام حالات میں یہ بات صد فی صد درست ہے کہ یہ فرد کا نہیں ریاست اور ریاستی اداروں کے کرنے کا کام ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ امتناع نظیر ہیں۔ قرونِ اولیٰ سے ان کی استثنائی حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے، کائنات کی واحد ہستی ہیں جن کے بارے میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ آپؐ کے فیصلہ پر کسی کو دل میں بھی تنگی محسوس نہ کرنا ہوگی لیکن ہمیں جن سے واسطہ ہے ان کا شریعت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس پس منظر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس ملکی آئین اور قانون پر عمل کرتے ہوئے ممتاز قادری کو سزائے موت دی گئی ہے کیا اسی آئین میں یہ درج نہیں ہے کہ صدر مملکت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ عدالت کی طرف سے دی گئی سزائے موت کو معطل کر کے عمر قید میں تبدیل کر سکتا ہے اور کیا وہ اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے سینکڑوں قاتلوں، ڈاکوؤں، بھتہ خوروں اور دہشت گردوں کی سزائے موت منسوخ نہیں کر چکے؟

اگر ایسا ہے تو ایک جذباتی عاشق رسول کی سزا کیوں نہ منسوخ کی گئی۔ صرف اس لیے کہ امریکی اور یورپی آقاؤں کی ناراضگی کا خطرہ وہ کسی صورت مول نہیں لے سکتے۔ پھر ہمارے قانون کے رکھوالے Pick & Choose کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں، آسیہ بی بی نامی ایک عیسائی خاتون علی الاعلان توہین رسالت کی مرتکب ہوئی اس نے پولیس آفیسر کے سامنے اعترافِ جرم کیا۔ عدالت نے اسے سزائے موت دی لیکن اس کی سزا پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا آخر کیوں؟ جواب صاف ظاہر ہے کہ وہ توہین رسالت کا ارتکاب کر کے سفید سامراج کی آنکھوں کا تارا بن چکی ہے۔ سلمان تاثیر وقت کے گورنر تھے۔ انہوں نے آئین اور قانون کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے جیل جا کر ملعون آسیہ بی بی کو تھپکی دی تھی اور سپریم کورٹ میں کیس جانے سے پہلے ہی اعلان کر دیا کہ صدر مملکت اسے معاف کر دیں گے۔ اگر ممتاز قادری کے معاملے میں عدالت کے فیصلے پر عمل درآمد لازم ہے تو آسیہ کے معاملے میں کیوں نہیں؟

ظاہری طور پر ہمیں آزاد ہوئے ستر سال گزر چکے ہیں لیکن حقیقت میں اور عملی طور پر اب بھی غلامی کا پٹہ ہماری گردنوں سے نہیں اتر سکا۔ یہ وہ سنہری پٹہ ہے جسے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف وقفہ وقفہ سے پالش بھی کرتے رہتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اس کو کستے چلے جا رہے ہیں جس سے اب ہمارا سیاسی اور معاشی سطح پر ہی نہیں معاشرتی سطح پر بھی سانس گھٹنا شروع ہو گیا ہے۔ پاکستان کی حکمران شریف فیملی جس کے دو چشم ہائے چراغ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف بالترتیب مرکز اور پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں براہِ راست اور بلا شرکت غیرے حکمران ہیں، انہوں نے اپنی سیاسی قوت کے بل پر پنجاب میں عورتوں کو گھریلو تشدد سے محفوظ رکھنے کے لیے تحفظ نسواں بل منظور کروایا ہے۔ جس کو مذہبی جماعتوں اور اسلامی نظریاتی کونسل نے شریعت سے متصادم قرار دیا ہے۔ اس بل کے مطابق اگر عورت پر ہاتھ اٹھایا جاتا ہے تو وہ پولیس سے رابطہ کرے گی؟ مرد کو دو دن کے لیے گھر سے نکال دیا جائے گا۔ اسے ٹریکر پہنا دیا جائے گا۔ اُف خدایا! یہ بھی اس ملک میں ہو رہا ہے جس کا مطلب لا الہ الا اللہ بتایا گیا تھا۔ جس کا ریاستی مذہب آئین میں اسلام لکھا ہے اور یہ بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی آخری کتاب قرآنِ عظیم مسلمانوں کے معاشرتی نظام کا سیٹ اپ یہ دیتی ہے کہ گھر میں مرد قوام ہے۔ قانونی پہلو یہ ہے کہ عورت نافرمانی کی مرتکب ہو تو اس کا بستر الگ کر دیا جائے گا یہ مرحلہ بھی آ سکتا ہے کہ چہرے کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں پر ضرب بھی لگائی جا سکتی ہے لیکن اس کا اخلاقی پہلو یہ ہے کہ قرآن کے مفسر اعظم، اللہ کے آخری رسولؐ فرماتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ مردوں میں سے وہ اچھا ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنی ازواج سے بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔ اسلام نے عورت کو وراثت میں دو طرف سے حصہ دیا۔ باپ کی وراثت میں وہ اپنے بھائی کی نسبت نصف کی حق دار ہے اور خاوند کی وراثت سے وہ 1/8 حصہ لے گی۔ بچیوں کی اچھی پرورش کرنے اور انہیں بیاہنے کا فریضہ انجام دینے کا صلہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اسے جنت میں اپنا ساتھی قرار دیا۔ بیوی کو خاوند سے الگ ہونے اور طلاق لینے کا بالواسطہ حق دیا، کیونکہ وہ فطری طور پر جذباتی ہے، کہیں جلدی میں اور جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے بارے میں کوئی غلط فیصلہ نہ کر لے اور بعد کی پریشانی اور ندامت سے بچ جائے۔ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ قانونی اور اخلاقی معاملات کو پہلو بہ پہلو چلا کر گھر میں فطری اور حقیقی محبت اور چاہت کی فضا پیدا کرو۔ اسلام نے عورت کو وہ حقوق دیے کہ بھارت کا وزیر اعظم راجیو گاندھی پارلیمنٹ میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ عورت کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں کسی اور مذہب نے نہیں دیے۔ اسلام نے گھر کو پولیس اسٹیشن کی ایکسٹینشن نہیں بنایا بلکہ تعلیم و تربیت اور ترغیب وتشویق سے اس کی فضا کو پیار ومحبت سے معمور کیا ہے اور اسے جنت کا نمونہ بنایا ہے۔

معاشرتی نظام کے حوالے سے اسلام اور مغرب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام حقوق کے نام پر مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا نہیں ہے بلکہ انہیں پیار ومحبت اور صبر و برداشت سے ازدواجی زندگی کو خوبصورت بنانے کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں تو طلاق رجعی کے بعد بھی بیوی کو گھر میں رکھنے کا حکم ہے شاید کہ بہتری کی کوئی صورت نکل آئے اور میاں بیوی مثبت رویہ اختیار کرتے ہوئے واپسی کا راستہ اختیار کریں۔ لیکن تحفظ نسواں بل منظور کروانے والے حکمرانوں کو ہم کیا بتا رہے ہیں وہ سب کچھ جانتے بوجھتے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ آہ اک کرسی کا سوال ہے بابا۔ ممتاز قادری کو شہید کرنا اور پنجاب بھر کے مردوں کو اپنی بیویوں کے ذریعہ تھانے کا راستہ دکھانا اس لیے ضروری تھا کہ ان ہی دنوں میں واشنگٹن میں پاک امریکی سٹریٹجک مذاکرات ہونا تھے، ہمیں جھولی پھیلانا تھی اور زمین کے ''خدا'' امریکہ نے اس میں مراعات کی خیرات ڈالنا تھی۔

ہم ندائے خلافت کے قارئین کو یہ بھی یاد دلا دیں کہ پنجاب اسمبلی میں اس بل کی منظوری سے تقریباً ایک ماہ پہلے ہالینڈ کی ملکہ میکسما پاکستان تشریف لائی تھیں۔ وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی خصوصی سفیر ہیں۔ محترمہ Feminist ہیں، عورتوں کی مکمل آزادی کی زبردست قائل ہیں، ہم جنس پرستوں کی حمایتی ہیں۔ ان کے ساتھ ورلڈ بنک کے صدر تھے۔ Social Development Program کے لیے انہوں نے منظوری دینا تھی۔ اسی دورہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ شریف برادران نے پنجاب میں تحفظ نسواں کا مبینہ بل منظور کروایا۔ گویا اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے کا معاملہ کیا گیا۔ ان ہی دنوں میں پاکستان کے امیج کو مزید سافٹ دکھانے کے لیے وزیر اعظم ہاؤس میں شرمین عبید چنائے کی آسکر ایوارڈ یافتہ فلم بھی دکھائی گئی جسے وزیر اعظم اور مریم نواز نے فیملی سمیت دیکھا۔ اس فلم میں پاکستان کو کھلم کھلا اور اسلام کو غیر محسوس انداز میں بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ بہر حال وزیر اعظم نے اس فلم کی زبردست تحسین کی اور فلمساز محترمہ کو پاکستان کا فخر قرار دیا۔ اس تمام صورت حال پر کیا کہا جائے؟ حکمرانوں کے لیے تو محض کرسی کا سوال ہے اور ہم اس سوچ میں غرق ہیں کہ کس کس بات پر ماتم کریں کہ جب غالب نے کہا تھا۔

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

تو کیا حالات آج سے بدتر تھے؟

شادی بیاہ کی اصلاحی تحریک اور خطبۂ نکاح کی تفہیم

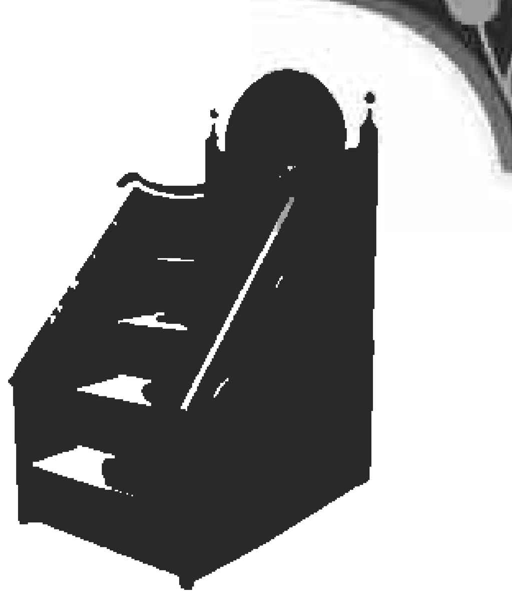

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید کے 19 فروری 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

میں نے قرآن مجید کے تین مختلف مقامات سے چار آیات آپ کو پڑھ کر سنائی ہیں اور یہ آیات خطبہ نکاح میں پڑھی جاتی ہیں۔ آج میں اسی پر گفتگو کروں گا۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے اور آپ حضرات بھی اسے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ نکاح کے عنوان کے ساتھ متعدد رسومات کا ایک طومار موجود ہے اور اب گویا کسی شخص کے لیے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا سوہانِ روح بن جاتا ہے۔ انہی رسومات اور خرافات کو دیکھتے ہوئے آج سے تقریباً 35 برس قبل والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے میرے سب سے چھوٹے چچا ڈاکٹر ابصار احمد صاحب کے نکاح کے موقع پر شادی بیاہ کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک کا آغاز کیا تھا اور اس ضمن میں انہوں نے چند باتیں طے کی تھیں:

(1) خطبہ نکاح میں جو آیات اور احادیث پڑھی جاتی ہیں' اُن کا ترجمہ و مفہوم بیان ہونا چاہیے تاکہ جو حضرات بھی اس نکاح کی محفل میں موجود ہوں' کم سے کم قرآن حکیم کی چار آیات ان کے ذہن میں راسخ ہو جائیں اور کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے اور وہ ان کی روشنی میں اپنی زندگی میں بنیادی تبدیلی پیدا کرسکیں۔ ابھی ہم ان آیات کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا پورے قرآن مجید سے اس خاص موقع کے لیے چار آیات کا انتخاب مبنی برحکمت اور موقع کی مناسبت سے ہے۔

(2) نکاح کی محفل مسجد میں منعقد ہونی چاہیے اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان پیش نظر رہنا چاہیے: ((اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ)) (رواہ الترمذی) ''نکاح کا اعلانِ عام کیا کرو اور اسے مسجدوں میں منعقد کرو''۔ مسجد میں نکاح کا منعقد ہونا بڑی فطری بات ہے اس لیے کہ نکاح کی محفل میں ہم سب نئے جوڑے کی بہترین ازدواجی زندگی کی دعا کے لیے جمع ہوتے ہیں اور دعا کے لیے جو ماحول ہمیں مسجد میں میسر آتا ہے وہ آپ کہیں پیدا کر ہی نہیں سکتے' چاہے آپ لاکھوں کروڑوں خرچ کر لیں۔ اس حوالے سے یہ بات بھی یاد رکھیے کہ ایسی بات نہیں ہے کہ نکاح مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہے تو وہ اپنے ذہن سے نکال دے' اگرچہ انعقادِ نکاح کا فریضہ کسی بھی جگہ پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان پر عامل ہونے اور دعائے خیر کے لیے درکار ماحول صرف اور صرف مسجد کے پاکیزہ، مقدس اور بابرکت ماحول میں حاصل ہوسکتا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور ڈاکٹر صاحبؒ نے اس اصلاحی تحریک کا آغاز کیا تو پھر بڑے

مرتب: حافظ محمد زاھد

پیمانے پر کراچی کی تاجر برادری نے مندرجہ بالا دونوں باتوں کو اختیار کیا۔ انہوں نے نکاح مسجد میں منعقد کرنا شروع کر دیے اور خطبہ نکاح کو بھی تفصیل سے حاضرین کے گوش گزار کرنا شروع کر دیا۔ اگرچہ اس کے ساتھ اور چیزیں بھی انہوں نے شامل کر لی تھیں کہ اس موقع پر دعوت طعام کا اہتمام بھی ہو رہا ہے' رخصتی بھی عمل میں آ رہی ہے' لیکن کم سے کم انہوں نے کارِ خیر شروع تو کیا۔

(3) ڈاکٹر صاحب نے ان تمام رسومات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا جو نکاح کی تقریب کے ساتھ منسلک کر دی گئیں تھیں۔ نکاح کی محفل کے ساتھ ہمارے ہاں ایک تصور بارات کا آ گیا ہے کہ لڑکے والے ایک بڑے جتھے کی شکل میں لڑکی کے گھر جائیں گے اور پھر وہاں جا کر خوب کھانا پینا ہوگا۔ یہ سراسر لڑکی والوں کے لیے ایک بوجھ بن جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہے' ان کو تو شاید اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا' لیکن ہمارے ہاں اکثریت ان کی ہے جو اپنی قلیل آمدنی پر بمشکل گزارا کر رہے ہیں اور ایسے میں اگر کسی کی دو یا تین یا چار بیٹیاں ہوں تو ان کی تو راتوں کی نیندیں ختم ہو جاتی ہیں کہ کیسے ان کے ہاتھ پیلے ہوں گے' کیسے زمانے کے تقاضے پورے ہوں گے' کیسے بارات کے جتھے کو کھانا کھلائیں گے۔ حالانکہ دیکھا جائے تو نکاح کے موقع پر بارات کے تصور کا احادیث کی کتابوں اور اسلامی تاریخ میں کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہوتا یہ تھا کہ مسجد یا کسی اور جگہ لڑکا اور لڑکی والے جمع ہو جاتے تھے اور نکاح کے بعد لڑکی کی رخصتی وہیں سے عمل میں آتی تھی یا زیادہ سے زیادہ لڑکے والوں کی طرف سے چند بزرگ لڑکی والوں کے گھر چلے گئے اور وہاں سے بچی کو لے کر آ گئے۔

شادی کے موقع پر اصل تقریب ولیمہ کی ہے اور ولیمہ کے ضمن میں ایسی متعدد احادیث مل جائیں گی جن میں ولیمہ کرنے کی حد درجے تاکید موجود ہے۔ اس تاکید کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے والوں کے لیے یہ خوشی کا موقع ہے کہ اُن کے ہاں ایک فرد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف لڑکی کے گھر خوشی کرنا اس حال میں کہ وہاں سے لڑکی کی رخصتی عمل میں آ رہی ہے' سمجھ سے بالاتر ہے۔ وہ جگر گوشہ جس کو 20، 25 برس آپ نے اپنے پاس رکھا اور آپ کا اس کے ساتھ بہت قریبی تعلق پیدا ہو گیا۔ پھر اس کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ نے دن رات ایک کیے اور اب آپ اس کو غیروں کے حوالے کر رہے ہیں۔ جہاں پتا نہیں اس کے ساتھ کیسا سلوک ہوگا۔ اب ایسی صورت حال میں وہاں خوشی کے شادیانے بج رہے ہوں، مرغن کھانوں کا بھی بندوبست کیا جا رہا ہو' ظاہر ہے یہ بات فطرت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ

اصل خوشی کرنا لڑکے والوں کی طرف سے ہے جہاں باب الولیمہ کے حوالے سے آپ کو متعدد احادیث مل جائیں گی۔

(4) ڈاکٹر صاحب نے جہیز کا بھی مکمل طور پر بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ جہیز کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کی بیٹی آپ کے گھر سے رخصت ہو رہی ہے تو آپ اس کو کوئی شے ہدیہ کر دیں‘ لیکن اس کو لازم سمجھنا‘ یہ انسانی شرافت و مروت کے منافی ہے۔ گھر آباد ہو رہا ہے لڑکے کا اور لڑکے کے ذمے ہے کہ وہ والدین کے گھر سے رخصت ہو کر آنے والی بچی کے لیے بنیادی ضروریات فراہم کرے‘ کھانے پینے کا سامان مہیا کرے‘ اس کے لیے رہائش کا بندوبست کرے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں جہیز کو شادی کا لازمہ بنا دیا گیا ہے اور ایسی کتنی ہی مثالیں موجود ہیں کہ لڑکے والوں کی طرف سے باقاعدہ تقاضے کیے جاتے ہیں کہ جہیز میں فلاں ماڈل کی کار ہونی چاہیے۔ اب اس بارے میں کم سے کم الفاظ جو میں استعمال کروں گا‘ وہ یہ ہیں کہ ایسے تقاضے کرنا حد درجے کی بے غیرتی اور بے شرمی ہے۔ لڑکی والوں کی طرف سے آپ کے لیے یہ بہت بڑی قربانی اور ایثار کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے جگر کا ٹکڑا آپ کے حوالے کر دیا اور اس کے باوجود جہیز اور اس قسم کے تقاضے کرنا انتہائی بے شرمی اور بے غیرتی کی بات ہے۔

اس ضمن میں حضرت فاطمہ ؓ کے جہیز کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں جہیز میں ایک چکی، ایک مشک اور ایک گدا دیا تھا جو کھجور کی چھال سے بنا ہوا تھا۔ لیکن تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ وہ جہیز نہیں تھا‘ بلکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی ؓ کے ساز و سامان میں سے کچھ چیزیں فروخت کیں اور اس سے حاصل ہونے والی رقم سے وہ چیزیں خریدی گئیں‘ جن پر لوگ ’’جہیز فاطمہ‘‘ کا عنوان باندھ دیتے ہیں۔ معلوم ہو گیا کہ جہیز کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اسلام میں تو لڑکی وراثت میں حصہ دار بنتی ہے۔ حقیقت میں جہیز کا تصور خالصتاً ہندوانہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں میں لڑکی کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا‘ لہٰذا شادی کے موقع پر باپ کی طرف سے اسے کچھ دے دیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اسے جہیز کا نام دے دیا گیا اور پھر اس کی دلیل کے طور پر جہیز فاطمہ کا تصور گھڑ لیا گیا‘ جو سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

یہ چند باتیں میں نے اس اصلاحی تحریک کے ضمن میں عرض کی ہیں جو بانی تنظیم اسلامی نے آج سے 35 سال پہلے شروع کی تھی۔ اب آیئے ان آیات کی طرف جن کا محمد رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے موقع کے لیے انتخاب کیا تھا اور اس انتخاب میں بڑی حکمت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے نکاح کے لیے قرآن مجید کے تین مختلف مقامات سے چار آیات منتخب کی ہیں اور حضور ﷺ کے دور سے لے کر اب تک خطبۂ نکاح میں یہی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ سب سے پہلی آیت سورۂ آل عمران کی آیت 102 ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ......﴾

’’اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کا تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے......‘‘

یہ آیت تقویٰ کے موضوع پر قرآن حکیم کی جامع ترین آیت ہے۔ تقویٰ کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف دلوں میں ہونا چاہیے بایں معنی کہ انسان کو ہر لحظہ یہ دھڑکا رہے کہ میں کہیں کسی گناہ میں ملوث ہو کر اللہ کو ناراض نہ کر بیٹھوں۔ جس طرح سعادت مند بچے کو ڈر ہوتا ہے کہ میرے اس کام کا علم کہیں میرے والد کو نہ ہو جائے تو وہ اسی خوف میں برے کاموں سے بچتا رہتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ حقیقی مؤمن کا بھی ہوتا ہے‘ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تو عالم الغیب ہے اور ہمارا کوئی عمل، زبان سے نکلا ہوا کوئی لفظ‘ حتیٰ کہ دل میں آنے والا خیال بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اس تناظر میں اگر انسان کے دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کا خوف حاوی ہو جائے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ایسے اعمال کا مرتکب ہو جس سے اس کا رب اس سے ناراض ہو جائے۔ یہ ہے اصل میں روحِ تقویٰ! انسان پھونک پھونک کر قدم رکھے کہ کہیں وہ اس راستے پر نہ چلا جائے جو شیطان کا پسندیدہ یعنی فسق و فجور اور گناہوں کا راستہ ہے۔ گویا وہ تمام اعمال و افعال اور وہ تمام چیزیں جو ہمارے خالق و مالک کو ناراض کرنے والی ہیں اور جس سے اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے، جو خلافِ شریعت ہیں، جو انسانی فطرت کے منافی ہیں اور اس شریعت کے

پریس ریلیز 4 مارچ 2016ء

تحفظ نسواں بل کی منظوری درحقیقت اسلامی نظریاتی ریاست کی اعلانیہ پسپائی ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغرب کی نقالی کی بجائے پاکستان میں شریعت محمدیؐ کا نفاذ کریں تاکہ قوم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے۔

حافظ عاکف سعید

تحفظ نسواں بل کی منظوری درحقیقت اسلامی نظریاتی ریاست کی اعلانیہ پسپائی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم مغرب کی تقلید میں اپنا معاشرتی ڈھانچہ تباہ کر رہے ہیں۔ مغرب میں شادی کا سلسلہ ختم ہوتا جا رہا ہے اور Living together کا رواج عام ہو رہا ہے۔ یعنی مرد اور عورت بلا نکاح اکٹھے رہیں تاکہ شادی کے بندھن اور ازدواجی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو جائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہر ادارے کا ایک سربراہ ہوتا ہے۔ گھریلو ادارے کا سربراہ مرد ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت سے جو حقوق عورت کو میسر آتے ہیں عورت کسی دوسرے مذہب یا معاشرے میں اُن حقوق کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ فرمانِ نبویؐ کا مفہوم ہے کہ تم میں سے وہ اچھا ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسلامی تعلیمات سے مرد اور عورت کی ایسی تربیت کی جاتی ہے جس سے اُن میں پیار و محبت اور صبر و برداشت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے لیے ایثار اور قربانی سے گریز نہیں کرتے جبکہ مغرب ہمیں گھریلو سطح پر ایسی قانون سازی پر مجبور کرتا ہے جس سے میاں بیوی ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں۔ ایسی قانون سازی نفرت اور اشتعال انگیزی کا سبب بنتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم غور کریں کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں ہمارا رُخ مکہ اور مدینہ کی طرف ہے یا واشنگٹن اور لندن کی طرف۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغرب کی نقالی کی بجائے پاکستان میں شریعت محمدیؐ کا نفاذ کریں تاکہ قوم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اندر حرام ہیں‘ ان سے بچ جانا تقویٰ ہے۔

زیر مطالعہ آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ’’اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم (اللہ کے) فرمانبردار ہو‘‘۔ موت زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے اور میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ اللہ کا‘ فرشتوں کا‘ جنت کا‘ جہنم کا انکار کرنے والے ہمیشہ سے موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں‘ لیکن موت کا انکار کرنے والا ماں کا لال پیدا ہی نہیں ہوا۔ ہم میں سے ہر شخص نے اپنے بھائی کو‘ اپنے کسی پیارے کو یا اپنے اعزہ واقارب میں سے کسی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر گویا زمین کی امانت کو زمین کے سپرد کیا ہوگا اسی لیے کوئی بھی موت کا انکار نہیں کرتا۔ اس حوالے سے آیت زیر مطالعہ کے یہ الفاظ بڑے معنی خیز ہیں کہ تمہیں موت نہ آنے پائے مگر حالت اسلام پر‘ اب موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے‘ لیکن ہمارے بس میں یہ ہے کہ ہم اپنے اندر خدا خوفی پیدا کریں اور خلاف شریعت اور حرام کاموں سے مجتنب رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی وقت حرام کاری میں ملوث ہوں اور عین اسی لمحے موت ہمیں آ دبوچے۔ لہٰذا جو شخص اس بات کو پلے باندھ لے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے۔ لیکن اگر غلطی سے یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چاہیے کہ فوراً اللہ کی جناب میں توبہ کرے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کا ہر فرد خطا کار ہے اور ان خطا کاروں میں بہترین لوگ وہ ہیں جو خطا کے بعد فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور فوراً اللہ کے سامنے گڑگڑا کر توبہ کریں۔

خطبہ نکاح میں پڑھی جانے والی دوسری آیت سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً﴾

’’اے بنی نوع انسان! اپنے اس ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اسی جان میں سے اس کا جوڑا بنایا‘ اور ان دونوں سے کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کو اس دنیا میں پھیلا دیا‘‘۔

یہاں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی تخلیق کا بیان ہے اور یہاں بھی حکم یہ ہے کہ جس رب نے پہلے جوڑوں کو تخلیق فرمایا اور پھر اس جوڑے سے آج تک پیدا ہونے والے انسانوں کی تخلیق کی‘ اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ اب کوئی شخص یہودی ہے‘ عیسائی ہے‘ سکھ ہے‘ مسلمان ہے‘ کوئی بھی ہے‘ وہ سب کے سب پہلے انسانی جوڑے پر جا کر مل جاتے ہیں۔ اس وقت بھی روئے ارضی پر بسنے والے انسانوں کی تعداد سات ارب سے زائد ہے اور اب تک کروڑوں اربوں نہیں‘ بلکہ کھربوں انسان گزر چکے ہیں تو ان سب کو پیدا کرنے والا وہ رب ہے جس نے پہلا انسانی جوڑا پیدا کیا تھا اور پھر بنی نوع انسان پر اُس کے اَن گنت انعامات واحسانات ہیں جن کو دیکھنے کے لیے انسان کو آنکھیں دی گئیں۔ آنکھیں کتنی بڑی نعمت ہیں‘ یہ ان سے پوچھئے جن کی قوت بینائی سلب کر لی جائے۔ پاؤں کی قدر اُن سے پوچھئے جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ ہمیں تو ان نعمتوں کا احساس نہیں ہوتا‘ ورنہ فضا میں موجود آکسیجن ہی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کا اندازہ تک نہیں کیا جا سکتا۔ آکسیجن کی تھوڑی سی کمی سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا ہے تو اس کی ضرورت کا ہر سامان اتنی وافر مقدار میں یہاں فراہم کیا جس کا آپ اور میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ دیکھئے‘ آج سے بارہ ہزار سال قبل اس پوری زمین پر بسنے والے انسانوں کی تعداد چند سو ہوگی‘ جبکہ آج تعداد اربوں میں ہے‘ لیکن آج بھی کہیں کسی شے کی آپ کو کمی نظر نہیں آتی۔ ٹیکنالوجی ایسی آ گئی کہ گندم کا ایک کھیت جو پہلے بمشکل 20, 25 من گندم دیتا تھا‘ آج وہی کھیت 60, 70 من گندم دے رہا ہے۔ گویا جس تناسب سے آبادی بڑھ رہی ہے‘ اللہ تعالیٰ نے اسی تناسب سے اسباب کے اندر بھی بڑھوتری کی ہے۔ بہرحال زیر مطالعہ آیت میں فرمایا گیا کہ اُس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم سب کو ایک جوڑے سے پیدا کیا۔

آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ ’’اور ڈرو اس اللہ سے جس کا واسطہ تم ایک دوسرے کو دیتے ہو اور بچو قطع رحم سے! بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے!‘‘

آپ کا مخاطب آپ کی تمام دلیلیں مسترد کر دے تو آخر میں آپ کہتے ہیں کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میری یہ بات مان لو۔ یہاں بھی فرمایا گیا کہ اُس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کا تم ایک دوسرے کو واسطہ دیتے ہو اور رحمی رشتوں کے حقوق کا خیال کرو اس لیے کہ ہمارے دین میں رحمی رشتوں کے خصوصی حقوق معین کیے گئے ہیں جن کی پاسداری ہم پر لازم ہے۔

آخری دو آیات جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں‘ وہ سورۃ الاحزاب کی آیات 70,71 ہیں اور اس میں دیکھئے چوتھی مرتبہ تقویٰ کا حکم آیا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝﴾

’’اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور درست بات کہا کرو! اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سدھار دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔‘‘

خطبہ نکاح کے لیے پورے قرآن مجید سے کل چار آیات کا انتخاب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جن میں بار بار تقویٰ کی تاکید کی جا رہی ہے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ گھر کی چار دیواری میں زوجین کے درمیان پیار‘ محبت‘ ایک دوسرے کے لیے ہمدردی‘ غم بانٹنے اور ایثار و قربانی کے جذبات ہونے چاہئیں اور یہ صرف اسی صورت ممکن ہے جب زوجین کے اندر خدا خوفی کے جذبات ہوں۔

سورۃ الاحزاب میں زبان کے تقویٰ کی بات ہے کہ زبان کے تقویٰ کے منافی کوئی بات تمہاری زبان سے نہ نکلے۔ اب گھر کی چار دیواری میں شوہر اور بیوی کے درمیان پیار ومحبت کی جو بھی اصطلاحات میں نے آپ کے سامنے رکھیں‘ اس کی بنیاد ہی زبان کے تقویٰ پر ہے۔ لہٰذا گھر کی چار دیواری میں حد درجے اس بات کی ضرورت ہے کہ زبان پر قابو رکھا جائے اس لیے کہ یہ وہ شے ہے جس میں ہم اصل میں لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور اس کی زد حقوق العباد پر پڑتی ہے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا کہ جس شخص کے ساتھ تم نے ظلم کا معاملہ کیا تھا‘ کسی کو طعنہ دیا تھا‘ کسی پر بہتان جڑا تھا تو جب تک اس سے جا کر معافی حاصل نہیں کرو گے‘ اللہ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ لہٰذا یاد رکھو کہ بین الانسانی تعلقات میں اہم ترین کردار زبان کا صحیح استعمال ہے۔

یہ چار آیات ہیں جو نکاح کے بابرکت موقع پر پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تحفظ خواتین: شیلٹر، کڑے نہیں، خاندان!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پنجاب اسمبلی میں خواتین پر تشدد سے تحفظ کا بل منظور کروایا گیا۔371 ارکان کے ایوان سے175 ارکان کا غائب، لاتعلق ہونا بل کے مندرجات بارے تحفظات کا غماز ہے۔ یہ بل نواز شریف پر لادے گئے لبرل ازم کے ایجنڈے ہی کا ایک اور شاہکار ہے۔ غلامی، عقلِ سلیم کو فارغ خطی دے کر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ماؤف کر دیا کرتی ہے۔سو یہی المیہ ہمارے ہمہ نوع حکمرانوں کا ہے، پرویز مشرف تا نواز شریف، سویلین ہوں یا وردی پوش۔ آنکھیں بند کر کے امریکی مغربی ایجنڈے پورے کرنا ہماری مجبوری بنا دی گئی ہے۔ بل پاس ہوگا۔ بلبلانے کی اجازت نہیں دی جائے گی! لبرل ازم، سیکولرازم کا ہم سے کیا واسطہ؟ یہ علمِ غیب، آخرت سے انکار کا نام ہے جبکہ کلام اللہ کا آغاز ہی ہم سے ایمان بالغیب اور ایمان بالآخرۃ کا تقاضا کرتا ہے، جو آئین کی جڑ، بنیاد ہے۔ اگر ہم عیسائی مسلمان اور یہودی مسلمان نہیں ہو سکتے تو لبرل مسلمان کیوں کر ہو سکتے ہیں۔۔۔؟ یہ نرالی اصطلاحیں ذہنی غلام تو گھڑ سکتے ہیں، ذی ہوش مسلمان اس اجتماعِ ضدین کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تحفظ خواتین بل اسلامی تصورِ حیات، نظامِ معاشرت کو بیخ و بن سے ادھیڑ ڈالنے والا ہے۔

اپنی امت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

تحفظ کے نام پر یہ عورت کے تقدس، وقار کی دھجیاں چوراہوں، تھانوں، شیلٹروں میں بکھیرنے کا نام ہے۔ یہ انتشار، خاندان کی بربادی، بچوں کے رلنے کا سامان ہے۔ المیہ یہی ہے کہ دجالی دور میں جھوٹ، دجل، فریب پوری ملمع سازی کے ساتھ خوبصورت لبادے اوڑھ کر آنے کو تھا، سو آ رہا ہے۔ پُرشکوہ، خوبصورت اصطلاحات، حقائق کچھ اور نام برعکس! پھر یہ اصطلاحات اتنی گھن گرج کے ساتھ لائی جاتی ہیں کہ ان کی بالاتری، تقدس پر شک کرنا رجعت پسندی کی علامت بن جاتا ہے۔ اب تحفظِ نسواں نام ہو تو کس کی مجال کہ مخالفت کرے۔۔۔؟ عورت پر گھریلو تشدد کے سدباب کا یہ اہتمام ایسا ہی ہے کہ سر پر بیٹھی مکھی کو گولی مار دی جائے۔ مکمل علاج! نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری! گھر ہی نہیں رہے گا سو گھریلو تشدد بھی ختم ہو جائے گا۔ اس بل کے تحت پٹنے والے مرد کے خلاف شکایت کے لیے ٹول فری نمبر ہر عورت کی دو انگلیوں کی دسترس میں ہوگا۔ وہ فوراً پولیس بلا سکے گی۔ شوہر پر دو دن کے لیے گھر بدری کی سزا نافذ ہو سکے گی! (دو دن میں نیا ٹھکانہ تلاش کر لیا تو فبہا ورنہ) واپس گھر کنگن، کڑا پہنے آئے گا، جس پر ٹریکر لگا ہوگا۔ اس کی نقل و حرکت زیرِ نگاہِ سرکار رہے گی۔

ویسے یہ فطری ہے۔ جب اسلام کو دیس نکالا دیا جا رہا ہے، اللہ کا خوف لبرلزم کی بھینٹ چڑھ گیا، آخرت کی فکر دقیانوسی ٹھہری، تو اب پورا ملک پولیس کے خوف کے کنگن (ٹریکر کڑے) ہی پہنے پھرے گا۔ وگرنہ ہمارا تو نظامِ تربیت، تصورِ حیات ہی کچھ اور تھا۔ سورۃ النساء جو خواتین اور معاشرتی زندگی بارے احکام و ہدایات دیتی ہے، اس کا آغاز ہی اس آیت سے ہے کہ: لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔ (النساء: 1) اللہ کی نگرانی کا ٹریکر کسی آلے کا محتاج نہیں۔ یہ ہر بُن مو میں اترے ہوئے ایمان باللہ، اللہ کی عدالت میں پیشی کا یقین اور خوف ہے جسے اللہ مخاطب کر رہا ہے۔ یہ خطبۂ نکاح کی آیات ہیں۔ مسنون خطبے کی دوسری آیات بھی اسی خوف کو جگاتی اور اللہ کے سمیع و بصیر، نگران ہونے کا یقین دوبالا کرتی ہیں۔ یہ بل تو مغرب کی رگیدی گئی عورت اور ان کے ہاں کے شرمناک، المناک عبرت ناک، ہولناک، خوفناک (لغت میں الفاظ کم پڑ جاتے ہیں!) تباہ شدہ نظامِ معاشرت کا بھونڈا چربہ ہے۔

ہم مغرب کے سیاسی، تہذیبی لنڈے بازار سے جو بھی چیز مانگ کر لاتے ہیں وہ یہاں آ کر مزید بھیانک ہو جایا کرتی ہے۔ اپنے ہاں کی عجب مخبوط الحواس کرپشن کی کھائی ہوئی جمہوریت ہی کا حشر ملاحظہ ہو جس کے سر پر مغربی جمہوریت کے برعکس ہر وقت توپ، بندوق لٹکتی رہتی ہے! مغرب میں تحفظ، مساوات، آزادی، حقوق کے نام پر سردی میں ٹھٹھرتی عورت نیلی برہنہ ٹانگیں لیے برفوں میں کم لباس پھرنے پر مجبور ہے۔ مرد تھری پیس سوٹ پر اوورکوٹ، گرم موزے، مفلر، بند قمیص پر کسی ٹائی ملبوس ہے! خاندانی زندگی میں مرد پر پابندیاں عائد کرتے، عورت کے حقوق کے نام پر اسے وہاں لا کھڑا کیا کہ وہ چلا اٹھا۔ بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔ عورت کو چنڈال، حرآفہ بنا دیا۔ مرد پر طلاق کو بھاری تاوان بنا کر عائد کر دیا۔ شادی کے تصور سے ہی مرد پر لرزہ طاری ہو جائے۔ چیختی چلاتی چنگھاڑتی بات بے بات پولیس کو بلاتی وہ عورت وجود میں آئی مضبوط رگ پٹھے مسلز جوڈو کراٹے برانڈ، جس کے نتیجے میں شرمناک ہم جنسی پھلی پھولی۔

تحفظ خواتین بل پر این جی اوز، موم بتی مارکہ سول سوسائٹی خواتین ترس ترس کر مغربی عورت کا یہ حق رشک سے بھر کر بیان فرما رہی تھیں کہ وہاں تو پٹنے والی عورت فوراً پولیس کو بلا سکتی ہے ! کمال کی ہے وہ بیوی جو شوہر کو حوالۂ پولیس کرنے کے حق کے لیے تڑپتی ہو! ویسے یہ بڑا دقیانوسی بل ہے، کیونکہ ان کا ملجا و ماویٰ اور مرجع مغرب تو بہت آگے جا چکا۔ آپ عورت کے شیلٹر، (گھر کی بجائے عورت پناہ گاہوں میں، تھانے پولیس کی نگرانی میں!) کے لیے کمربستہ ہیں، وہاں اگلا مرحلہ آ چکا ہے، یعنی کارن ویل (برطانیہ) میں گھریلو تشدد کے ہر 5 میں سے 4 تشدد زدگان مرد تھے! لہٰذا اب بالآخر مردوں کے لیے شیلٹر متعارف کروایا گیا ہے۔ تشدد زدہ مردوں کو حوصلہ دلایا جا رہا ہے، شرمندہ نہ ہوں، رپورٹ کریں ہم آپ کو تحفظ فراہم کریں گے۔ ایک مرد نے نام خفیہ رکھتے ہوئے بتایا کہ ”میں نے تشدد کے نتیجے میں کئی مرتبہ ہسپتال پہنچ جانے کے بعد اب یہاں کئی ماہ گزارے ہیں۔ ایک دفعہ جب اس نے مجھے مارا تو لوگ کھڑے ویڈیو بناتے رہے۔ اس دن میں جان گیا کہ یہ حالات نہیں بدلیں گے، یا وہ مجھے مار ڈالے گی

یا میں خودکشی کرلوں گا!'' یہ ہوئی ناں ترقی نسواں......! آپ ابھی تحفظ کی دقیانوسی منزل پر کھڑی ہیں! اس سے اگلی منزل پر وہاں بچے سرزنش کیے جانے پر والدین کو حوالۂ پولیس کیا کرتے ہیں!

تفنن برطرف، مغرب کے اپنے اعداد و شمار پٹنے والی عورت کے تمام تر ایسے ہی بلوں، قوانین کے باوجود ہولناک ہیں۔ ایف بی آئی کے مطابق امریکہ میں 20 لاکھ مرد سالانہ اپنی پارٹنرز کو مارتے ہیں۔ یہ المیہ مزید ہے! ہمارے ہاں خدانخواستہ، عورت پٹے بھی تو سگے شوہر سے پٹتی ہے۔ خاندان آڑے آتے اور ایسے مردوں کو آڑے ہاتھوں لیتے اور نشانۂ نفرین بناتے ہیں۔ راہ چلتا دو چار دن کا دوست، پارٹنر عورت کو مارتا پھرے۔ یہ ہے ان کی ترقی کا احوال۔ وہاں کی کسمپرسیوں کی ماری عورت لپک لپک کر اسلام کے دامانِ رحمت میں پناہ لے رہی ہے۔ چشم دید گواہ ہوں ان امریکی خواتین کی جو ترقیاں، جدتیں، مساواتیں چھوڑ کر مسلمان ہوئیں اور وفا شعار بیویاں اور بہترین مسلمان مائیں بن کر رہیں۔ وہ حیرت سے وہاں موجود ہماری سول سوسائٹی برانڈ عورتوں کی عقل کا ماتم کیا کرتی تھیں! پہلے تو یہی غلط فہمی رفع ہو کہ اسلام میں مرد بمقابلہ عورت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہاں جدید جاہل یا قدیم جاہل محدود تعداد کو چھوڑ کر آج بھی مسلمانوں کی عظیم اکثریت عورت کے حق میں ظالم مرد نہیں ہے محبوب و محترم رشتوں میں بندھی ہے۔ باپ، بیٹا، بھائی، شوہر، ماموں، چچا! یہ مغربی فساد یہاں درآمد نہ کیجیے۔ کسی دن سیاست دان، اینکر حضرات بھی کنگن زدہ نہ ہو جائیں! ہماری عورت یتیم و یسیر نہیں۔ اس کے تحفظ کے لیے خاندان موجود ہیں۔ جھگڑے کی صورت میں (النساء:35) معاملے عزت سے گھروں، خاندانوں میں نمٹا لیے جاتے ہیں۔ یوں بھی یہ برطانیہ جیسے ملک کو سالانہ 15.7 ارب پاؤنڈ کی چٹی ڈالتے ہیں، شیلٹر بھرے قوانین! یہ مہنگا سودا ہے، دینی، معاشرتی، نفسیاتی اور معاشی سطح پر۔ اسلام تو رجعی طلاق کے بعد دوران عدت بھی دونوں کو اکٹھا رکھتا ہے تا کہ موافقت کی صورت نکل آئے۔ یہاں لڑنے پر پولیس آ کر شوہر کو ہی گھر بدر کر دے! عقل اور ہوش کے ناخن لیجیے!

تجھے تہذیب مغرب سبز باغ اپنے دکھاتی ہے
یہ ساماں ہو رہا ہے تیری نیت کے پھسلنے کا

☆☆☆

بہترین مسلمان

حافظ ابوبکر اسماعیل

جس طرح دنیا کی تمام کتابوں میں سے سب سے بہترین کتاب قرآن مجید ہے اسی طرح اس کی تعلیم حاصل کرنے والا اور تعلیم دینے والا بھی کائنات میں سب سے بہترین شخص ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) (بخاری)

''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔''

جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''قرآن سیکھو اور پھر اسے پڑھو اور یہ یاد رکھو کہ اس شخص کی مثال جو قرآن سیکھتا ہے پھر اسے ہمیشہ پڑھتا رہتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے اور اس میں مشغولیت یعنی تلاوت وغیرہ کے لیے شب بیداری کرتا ہے، اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہو جس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور سو رہا یعنی وہ قرآن کی تلاوت، قراءت، شب بیداری سے غافل رہا یا اس پر عمل نہ کیا۔ اس تھیلی کی سی ہے جسے مشک پر باندھ دیا گیا ہو۔'' (ترمذی)

جس طرح قرآن مجید کے پڑھنے کی فضیلت ہے اسی طرح اس کے پڑھنے کی وجہ سے ہر ہر لفظ پر آدمی کو دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں)۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الم کہنے میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔'' (ترمذی)

بہتر وہ جو لوگوں کو تکلیف نہ دیں

دوسروں کے لیے خیر خواہی کا دوسرا نام اسلام ہے، اسی لیے ایسے شخص کو بہترین کہا گیا ہے جو دوسروں کے لیے نفع مند ثابت ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ دینے والا ہے۔'' (صحیح جامع الصغیر)

بقول شاعر

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

بہتر وہ جو گھر والوں کے لیے بہتر ہو

بہترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی، اہل و عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ یہی ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج﴾

''ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش کرو۔'' (سورۃ النساء:19)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ))

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہے اور میں تم میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔'' (ترمذی)

''اور تم میں بہتر شخص وہ ہے جو تم میں سے اپنی عورتوں کے لیے سب سے بہتر ہے۔'' (ابوداؤد)

آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر اس اعتبار سے تھے کہ آپ ﷺ ان کے کام کاج میں ان کا ساتھ دیتے اور ان سے کھیلا کرتے۔ چند ایک مثالیں یہ ہیں۔

1 اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ جب گھر میں ہوتے تو کیا

کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ اپنی بیوی کے کام کاج یعنی خدمت میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے نکل جاتے۔ (بخاری)

2 حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی۔ اس وقت میں نوعمر تھی کہ میرے بدن میں گوشت نہیں بڑھا تھا اور میں ایسی موٹی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے کہا دوڑ لگاؤ! صحابہ ؓ دوڑ پڑے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ آؤ ہم تم دوڑ لگائیں۔ میں نے حامی بھری اور پیدل دوڑ پڑی اور آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئی۔ جب کچھ دن گزرے (ایک روایت میں ہے پھر آپ ﷺ نے کچھ دن توقف فرمایا)، میرے بدن میں گوشت بڑھ گیا میں موٹی ہو گئی اور پچھلا واقعہ بھی میرے ذہن سے نکل گیا تو دوبارہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پھر دوڑ لگانے کے لیے فرمایا۔ انہوں نے دوڑ لگائی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا چلو ہم بھی دوڑیں۔ میں تم سے آگے بڑھ جاؤں گا۔ مجھے پچھلا واقعہ یاد نہ تھا۔ اب میں موٹی ہو چکی تھی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرا یہ حال ہے، میں کیوں کر مقابلہ کر سکوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم کر لوگی۔ غرض میں نے حضور ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی۔ لیکن ہار گئی اور آپ ﷺ آگے بڑھ گئے حضور ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: یہ جیت اس ہار کا بدلہ ہے۔ (ابوداؤد)

3 حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں، اللہ کی قسم! میں نے حضور ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا۔ اس وقت حبشی مسجد کے صحن میں بڑے کمال دکھا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے چادر سے میرے لیے آڑ کر رکھی تھی تاکہ میں آپ ﷺ کے کان اور کاندھے کے بیچ سے ان کا کھیل دیکھ سکوں۔ آپ ﷺ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک میں خود لوٹ کر نہ آئی۔ اس لیے تم بھی کھیل کی خوگر نوعمر لڑکیوں کا خیال رکھا کرو۔ (بخاری)

حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ: ''گھر میں اللہ کے رسول ﷺ کی مصروفیت کیسی ہوتی تھی۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے آپ ﷺ......

1 گھر میں اپنی بیویوں کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹاتے۔

2 اپنے گھر میں اپنے ہاتھ کے ساتھ مختلف امور انجام دیتے۔

3 بکری کا دودھ دوہ لیتے۔

4 جوتا سی لیتے۔

5 پانی کا مشکیزہ اٹھا لیتے۔

6 اپنے کپڑوں کو پیوند لگا لیتے۔

7 اپنے کام خود کر لیتے۔

8 کپڑے صاف کر لیتے۔ (مسند احمد)

اے اللہ! تیرے پیارے رسول ﷺ ہمارے لیے اپنی خانگی زندگی کا جو نمونہ چھوڑ کر چلے گئے، ہمیں اپنے گھروں میں ایسا ہی بنا دے تاکہ ہمارا گھر بھی اخلاق و محبت کا گلشن بن جائے۔

بہترین مسلمان

سب سے بہتر، اچھا مسلمان وہی ہوتا ہے جس کی زبان اور دیگر اعضاء سے مسلمان کو تکلیف و اذیت نہ ہو بلکہ وہ ہر ایک کے لیے مسیحا ثابت ہو، دوسروں کے لیے درد دل، ہمدردی، رواداری اور خیر خواہی کا جذبہ اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو اور محبت و مودت کا ایک مظہر ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے یہی سوال کچھ اس طرح کیا کہ:

((أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ))

کون سا مسلمان بہتر ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

''جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو۔''

اس حدیث میں ہاتھ اور زبان سے ایذاء نہ پہنچانا علامتِ مسلم شمار کیا گیا ہے۔ مقصد دوسرے اعضاء سے احتراز نہیں بلکہ ہر دو کے ساتھ ہی باقی سب اعضاؤں کا تعلق ہے اور ہاتھ کی ایذا سے زبان کو مقدم کیا ہے، کیونکہ اس سے چوٹ گہری لگتی ہے۔

بقول شاعر:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

''تلوار کے زخم تو کبھی نہ کبھی بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخموں کے لیے بھراؤ نہیں ہے۔''

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان کی منت و سماجت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا، بلاشبہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو درست رہے گی تو ہم بھی درست رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی سیدھے راستے سے ہٹ جائیں گے۔'' (ترمذی)

آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اچھی بات کہے جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ خاموش ہی رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾

''لوگوں سے ہمیشہ اچھی بات کہو۔'' البقرۃ: 83)

حضرت اسود بن اصرم ؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوفًا))

''تو ہمیشہ اپنی زبان سے اچھی بات ہی کہہ۔'' (الترغیب)

جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔'' (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے۔

ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ!

((أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ))

''کون سا اسلام افضل ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))

''جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامت اور محفوظ رہیں۔'' (مسلم)

معلوم ہوا بہترین مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ صادر نہیں ہوتا، جو دوسروں کے لیے باعث ایذاء ہو اور نہ ہی جسم کے کسی عضو سے وہ دوسروں کو تکلیف دیتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

''جب بات کرو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، امانت کو لوٹاؤ جب امانت رکھی جائے، شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہیں نیچی رکھو، تکلیف دینے سے ہاتھوں کو روکے رکھو۔'' (مسند احمد)

بہترین وہ جس کے اخلاق اچھے ہوں

حسن اخلاق وہ اللہ کا عطیہ ہے جسے مل جائے تو جان لیا جائے کہ اس پر رحمت الٰہی کا نزول ہو چکا ہے، کیونکہ اوصاف حسنہ میں کمال کے لیے اچھے اخلاق کا مالک ہونا بہت ضروری ہے جس کے ذریعے انسان تمام لوگوں پر

چھا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خِیَارُکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا))

''تم میں سے بہتر وہ ہیں جو زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں۔'' (ترمذی)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے سب سے زیادہ اخلاق میں اچھا ہے اور ان میں سے اپنی بیوی کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والا ہے۔'' (جامع الترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یقیناً تم اپنے مالوں کے ذریعے لوگوں پر نہیں چھا سکتے۔ ان پر چھانے کے لیے کشادہ روئی اور حسن خلق کی ضرورت ہے۔'' (ابویعلیٰ)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''اے اللہ! جیسے تو نے میری تخلیق خوب اچھی بنائی ہے اسی طرح میرا اخلاق بھی اچھا بنا دے۔'' (صحیح الجامع الصغیر)

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ مجھے (یمن کی طرف) روانہ کرتے وقت آخری وصیت جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی وہ یہ تھی:

((اَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ یَامُعَاذُبْنَ جَبَلٍ))

''اے معاذ! لوگوں کے لیے اپنا اخلاق اچھا رکھنا۔'' (الموطا)

بہترین شخص سچی زبان والا اور پرہیزگار ہے

اللہ سے ڈرنے والے، پرہیزگار اور سچی زبان رکھنے والے شخص کو اللہ بہت پسند کرتا ہے۔ کیونکہ ایسا انسان ہمیشہ گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو مغموم دل والا ہے اور سچی زبان والا ہے۔ پوچھا گیا کہ مغموم دل والا کون ہے؟ فرمایا وہ جو پرہیزگار ہو اور اس میں گناہ نہ ہو، بغض اور حسد نہ ہو۔'' (صحیح جامع الصغیر)

بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے

حضرت حمزہ بن صہیبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔'' (مسند احمد)

سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کھانا کھلاؤ اور ہر ایک (مسلمان) کو سلام کرو چاہے اس سے تمہاری پہچان ہو یا نہ ہو۔'' (صحیح البخاری)

اللہ کے ہاں بہترین شخص

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اپنوں اور غیروں کے ساتھ اچھا برتاؤ انسان کو اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بہترین ساتھی اللہ کے ہاں وہ ہیں جو اپنے ساتھی کے واسطے بہتر ہیں اور بہترین ہمسائے اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ہمسائے کے لیے بہتر ہیں۔'' (ترمذی)

ارشاد ربانی ہے:

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار ہمسائے اور اجنبی ہمسائے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں، (غلام یا کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے اور بڑائی مارنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (النساء:36)

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جبریلؑ نے مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی اس قدر تاکید کی کہ مجھے خیال گزرا شاید اسے وارث ہی ٹھہرا دیں گے۔'' (صحیح البخاری)

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ بھلائی کی بات کرے، ورنہ خاموش رہے۔'' (صحیح بخاری)

بھلائی والا شخص

سیدنا معاویہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت کر دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا تو اللہ ہی ہے اور (اسلام کی) یہ جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی جو ان کا مخالف ہوگا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنی قیامت آ جائے۔'' (صحیح البخاری)

بہتر زندگی والا انسان

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بہتر زندگی اس انسان کی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے اللہ کی راہ میں اس کی پیٹھ پر اُڑتا رہتا ہے، جب دشمن کی آواز سنتا ہے، جب مقابلے کا وقت آتا ہے تو اس طرف جاتا ہے اور وہ موت اور قتل کے مواقع ڈھونڈتا ہے اور اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اپنی چند بکریاں لیے پہاڑوں کی کسی وادی میں چلا جاتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آ جائے کسی آدمی کی برائی نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک کی بھلائی چاہتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں خبر نہ دوں کہ لوگوں میں مرتبے کے لحاظ سے بہتر کون ہے؟

''فرمایا وہ ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامنے والا ہو یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے۔ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں اس شخص کی جو مرتبے کے لحاظ سے اس کے بعد ہے وہ ایسا آدمی ہے جو کسی وادی میں گوشہ نشینی اختیار کرنے والا ہے اور نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔'' (المعجم الکبیر)

جلد قرض ادا کرنے والا

قرض لینا اگرچہ جائز امور میں سے ہے تاہم رسول اللہ ﷺ اس سے پناہ مانگا کرتے تھے، کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو بغیر ادا کیے کبھی بھی معاف نہیں ہوتا، اس لیے اگر آدمی لے تو جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جیسا کہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خِیَارُکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً))

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہو۔'' (نسائی)

مستحکم خاندان کی تعمیر کیسے ہو؟

ماجدہ نعیم

آپ کا گھر ایک سلطنت ہے۔ آپ گھر کے "سربراہ" ہیں یا خاتون خانہ ہونے کے ناطے "ملکہ محترمہ"، ہر دو صورتوں میں آپ اپنی سلطنت کے بارے میں جواب دہ ہیں۔ آپ جس چار دیواری میں رہتے ہیں عرف عام میں اسے گھر کہا جاتا ہے اور جو لوگ اس چار دیواری کے اندر رہتے ہیں ان کی اجتماعی حیثیت کو "خاندان" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ والدین خاندان کی تشکیل وتکمیل، حقوق وفرائض میں توازن رکھنے اور آپس کے مراتب کی حفاظت کرنے کے ذمے دار ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس معبود واللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگہبانی کر رہا ہے۔" (النساء1)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ امیر حاکم ہے (حکمران) مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔" (بخاری)

درج بالا آیت اور حدیث سے واضح ہوا کہ (1) عائلی زندگی میں تقویٰ اختیار کیا جائے (2) آپس کے تعلقات کو قائم اور مستحکم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے (3) میاں بیوی دونوں اپنے گھر کے نگران ہیں اور ان سے اس نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا (4) چوتھی بات یہ بھی معلوم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ گھریلو معاملات میں کون زیادتی کرتا ہے اور کون عدل وانصاف سے کام لے کر خاندان کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ زیادتی کرنے والے کو سزا اور عدل کرنے والے کو جزا ضرور ملے گی۔ خاندان کو بنانے، تعمیر کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے ایک خاص ماحول کی ضرورت ہے، ایسا ماحول جس میں خوف خدا، ایمان وتقویٰ، محبت رسول، دین پر عمل پیرا ہونے کا سچا جذبہ موجود ہو، ایسا ماحول جس میں فسق وفجور اور اللہ ورسول سے بغاوت کے جراثیم موجود نہ ہوں، اپنے گھروں میں ایسا ماحول پیدا کرنے کے لیے چند نمایاں اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

(1) گھر کی صفائی کیجیے

اس صفائی سے مراد دھول مٹی کی صفائی نہیں۔ اگرچہ ایک صاحب ایمان کا گھر اس لحاظ سے بھی نظیف ونفیس ہوتا ہے لیکن یہ دوسری قسم کی صفائی ہے، یہ صفائی منکرات، رسوم ورواج، فحش باتوں اور بے ہودہ رسائل وجرائد کی ہے۔ اولاً اپنے گھروں میں دیکھئے کہ کہیں شیطانی ڈبہ تو موجود نہیں جسے عرف عام میں "ٹی وی" کہتے ہیں۔ یقین رکھیے کہ آپ کے گھر میں اگر یہ منحوس چیز موجود ہے تو بھلے آپ خود کو کتنی ہی طفل تسلیاں دے لیں کہ ہم اس کے ذریعے صرف مذہبی پروگرام دیکھتے ہیں یا خبریں وغیرہ سنتے ہیں لیکن آپ کی تمام تر احتیاطوں کے باوجود یہ ضرور آپ کو ڈسے گا۔ ٹی وی نجاست وغلاظت کا پٹارہ ہے۔ یہ ہمارے عقائد کو بگاڑ رہا ہے، ہمارے اعمال کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ جن گھروں میں یہ وبائی ڈبہ موجود ہے وہاں سے رحمت الٰہی رخصت ہو چکی ہے۔ اس لیے پہلی فرصت میں اس سے چھٹکارا حاصل کیجیے۔ دوسرے نمبر پر دیکھئے کہ گھر میں تصاویر تو موجود نہیں؟ اگر تصاویر ہیں تو انہیں تلف کر دیجیے تاکہ رحمت کے فرشتوں کی آمد میں رکاوٹ نہ ہو۔ اپنی الماریوں اور شیلفوں کا جائزہ لیجیے کہیں فسق وفجور پر مبنی عشقیہ شاعری تو نہیں پڑی، بیہودہ ناول اور تصویری رسالے تو نہیں رکھے ہوئے؟ باطل مذاہب کی کتابیں تو موجود نہیں؟ یہ سب ہیں تو انہیں بھی گھر بدر کیجیے، اس کے علاوہ جائزہ لیں کہ گھر کے اندر دیگر کیا کیا منکرات ہو رہے ہیں؟ شرعی پردے سے بے پروائی تو نہیں؟ بدعات کی خرافات تو نہیں؟ خوشی اور غمی کے موقع پر غیر شرعی رسم ورواج کی پابندی تو نہیں کی جاتی؟ اگر ان چیزوں میں سے کچھ ہے تو ان سے بھی چھٹکارا حاصل کیجیے۔ اس طرح آپ پہلے گھر کو صاف ستھرا کر کے ماحول کو دینی اعمال کے لیے قابل قبول بنائیں تاکہ کل جب آپ اپنے گھر والوں کو دینی احکام کی تلقین کریں تو انہیں روبہ عمل لانے میں کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو۔

(2) تعلیم کا آغاز کیجیے

اپنے گھر میں ایک وقت مقرر کیجیے، کم از کم آدھا گھنٹہ، جب تمام افراد خانہ موجود ہوتے ہوں، ایسے وقت تمام لوگ ایک جگہ بیٹھ کر اجتماعی تعلیم کا اہتمام کریں۔ اکابر علماء کی کتابوں کا انتخاب کر کے ان کے مختلف ابواب سے پڑھ کر سنایئے، قرآن مجید کی تفسیر اور حدیث رسول ﷺ کا انتخاب پڑھ کر سنایئے۔ اس وقت اپنے بچوں کو صحابہ وصحابیات، تابعین وتابعات اور تاریخ اسلام کے خاص واقعات کے بارے میں بتایئے۔ دینی مسائل کی کوئی مستند کتاب پڑھیے تاکہ آپ کی اولاد دینی مسائل سے آگاہ ہو سکے۔ مسنون دُعائیں اور چھوٹی سورتیں اپنے بچوں کو یاد کرایئے۔ اس کے لیے بہترین وقت عشاء کی نماز کے بعد کا ہے۔ جب تمام لوگ اپنی اپنی ضروریات سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس طرح کی اجتماعی تعلیم کا فائدہ یہ بھی ہو گا کہ تمام گھر والوں کو اکٹھا مل بیٹھنا نصیب ہوگا۔ گھر کے افراد میں سے کسی کا کوئی مسئلہ ہے تو علم میں آ جائے گا۔ کسی بات پر اجتماعی مشورہ درکار ہے تو وہ اسی موقع پر ہو جائے گا۔ اس طرح ایک گھر کی چار دیواری کے اندر محبت واخوت اور دلی ہمدردی کا بے مثال جذبہ پروان چڑھے گا۔

(3) دینی کتب کی لائبریری بنایئے

اپنے گھر کے اندر دینی کتب ورسائل کی لائبریری بنایئے جس میں قرآن مجید کی منتخب تفاسیر، احادیث کی کتب، سیرۃ الرسول ﷺ، سیرت صحابہ وصحابیاتؓ، دینی احکام، تاریخ اسلام، جہاد اور مجاہدین، ادبی معلومات، فرقہ باطلہ کے رد، عیسائیت ویہودیت کی خفیہ وعلانیہ سازشوں کے متعلق کتب ورسائل رکھے جائیں، نیز اکابر علماء کے مواعظ،

معاشرتی آداب اور ادعیہ ماثورہ کی کتابیں بھی رکھی جائیں تاکہ افرادِ خانہ وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتے رہیں۔

(4) دینی احکام کی پابندی کرائیں

آپ پر گھر کے سربراہ ہونے کے ناطے لازم ہے کہ اپنے متعلقین کو دینی احکام کی پابندی کروائیں۔ شوہر بیوی کو، بیوی بچوں کو، غرض ایک دوسرے کو دینی احکام کی تلقین کریں، تواصی بالحق پر عمل کریں، سمجھ لیں کہ آج اگر آپ نے اس سلسلے میں کوتاہی کی تو قیامت کے روز باز پرس ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے:

''اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے اور جب دس برس کو پہنچ جائیں تو (نہ پڑھنے پر) اسے مارو اور اس عمر میں ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کردو۔'' (ابوداؤد)

اپنے گھر والوں کو کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے، مہمانوں کی مہمان نوازی، ملنے والوں سے تعلق کے آداب سکھائیں۔ باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایمانی، اخلاقی، جسمانی، عقلی اور معاشرتی تربیت کرے تاکہ وہ معاشرے کا بہترین فرد بن سکے۔

(5) ضبط وتحمل کا رویہ پیدا کریں

جس چار دیواری میں کچھ افراد رہتے ہیں وہاں کسی سے خلافِ طبع بات سرزد ہوجانا، آپس میں ناراضگی یا تکرار ہوجانا انہونی بات نہیں، ایسے موقع پر آپ کا امتحان ہے۔ دیکھئے کہ غلطی کس کی ہے اور کتنی ہے، اس غلطی پر کس طرح کی تادیب ضروری ہے؟ ایسا مت کیجیے کہ ادھر بچے کی شکایت آئی اُدھر چٹاخ پٹاخ دھنائی ہوگئی۔ اسی طرح میاں بیوی کی آپس میں ناراضگی ہوسکتی ہے، کسی مسئلے پر اختلافِ رائے پیدا ہوسکتا ہے۔ خیال رکھیے کہ آپ کا اختلاف بچوں کی سماعت تک نہ پہنچے۔ آپ کی باہمی چپقلش کا اولاد پر بہت بُرا اثر پڑسکتا ہے۔ اختلافِ رائے کی صورت میں آپ دونوں کو کیا کردار ادا کرنا ہے اس بارے میں دینی تعلیمات جاننے کی کوشش کریں۔ طنز، لالچ، حسد، خوف یا دباؤ کو اپنے رویے کا حصہ نہ بننے دیں۔ رواداری اور تحمل میاں بیوی کے لیے انتہائی لازمی ہے۔ کبھی ناگوار بات پیش آجائے تو فوری ردعمل دینے کی کوشش نہ کریں۔ ایسی بات یا حرکت سے اجتناب کریں جس سے دوسرے کو بدگمانی، شک یا وہم ہوسکے۔

☆☆☆

حاصل مطالعہ

علم کی مال پر فضیلت

مرسلہ: محمد عارف

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف ''مفتاح دارالسعادۃ'' میں ''**فضل العلم علی المال**'' کے عنوان کے تحت علم کی مال پر فضیلت کی متعدد وجوہات نقل کی ہیں:

1۔ علم انبیاء کی میراث ہے، اور مال بادشاہوں اور مالداروں کی۔

2۔ علم اپنے صاحب (علم) کی نگہبانی کرتا ہے، اُسے دنیوی واخروی آفات ومصائب سے بچاتا ہے، جبکہ مالدار کو خود اپنے مال کی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔

3۔ مال خرچ کرنے پر گھٹتا جبکہ علم بڑھتا ہے۔

4۔ مالدار جب مرجاتا ہے تو مال اس سے جدا ہوجاتا ہے لیکن عالم کا علم قبر میں بھی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

5۔ علم مال پر حاکم ہوا کرتا ہے اور مال نے کبھی علم پر حکومت نہیں کی۔

6۔ مال ہر نیک وبد، فاسق وفاجر، مؤمن وکافر کو حاصل ہو جاتا ہے مگر علم نافع صرف ایمان والے کو میسر آتا ہے۔

7۔ جوں جوں علم بڑھتا جاتا ہے نفس اشرف واعلیٰ بنتا جاتا ہے، اور اس میں اچھی خصائل پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں، مگر مال کی کثرت سے اس میں بغض، حسد، بخل، حرص اور اس قسم کے دیگر رزائل پیدا ہوتے ہیں۔

8۔ مال فخر وتکبر، عجب پسندی اور سرکشی پیدا کرتا ہے اور علم تواضع وانکساری اور عجز وبندگی کا وارث بناتا ہے۔

9۔ علم انسان کی جبلتی سعادت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور مال اس کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے۔

10۔ مال مالدار کو اپنا غلام بنا لیتا ہے جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ﴾

''درہم و دینار کا غلام ہلاک ہوگیا۔''

اور علم صاحب علم کو خدا کا غلام بناتا ہے اور اسے صرف اسی ایک ذات کی عبودیت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

11۔ علم کی محبت ہر بھلائی کی اصل اور مال کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

12۔ مالدار کی اصل پونجی اس کا مال ہے جب وہ ختم ہو جائے تو وہ پھر ایک گدا ہے، لیکن عالم کا اصل مال اس کا علم ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے۔

13۔ مال اصل میں جنس بدن سے ہے اور علم جنس روح سے، اس طرح مال وعلم کے درمیان اس قدر فرق ہے جتنا روح وبدن کا۔

14۔ عالم کو اگر اس کے علم کے عوض دینار دے کر اسے علم سے دستبردار ہونے کو کہا جائے تو وہ قطعاً تیار نہ ہوگا، اور ایک مالدار عاقل جب علمی مراتب ودرجات کو دیکھتا ہے تو خواہش کرتا ہے کہ کاش اس کا تمام مال کوئی لے لے اور اسے دولت علم سے کوئی مالا مال کردے۔

15۔ علم نافع کے بغیر خدا کی اطاعت ناممکن ہے بلکہ اکثر لوگ مال کی بنا پر ہی معصیت میں سرگرداں ہیں۔

16۔ تمام عقلا مال جمع کرنے کی حرص کو برا سمجھتے ہیں اور اسے ایک عیب وبرائی خیال کرتے ہیں لیکن سبھی جمع علم کی حرص کو نہایت مستحسن قرار دیتے ہیں۔

17۔ وہ زاہد جو دنیا ومافیہا کی نیرنگیوں سے یکسر علیحدہ ہے، اسے اور اس کے مال کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، اس کی تمام لوگ عزت کرتے ہیں، بخلاف اس کے جو علم میں بخل سے کام لے یعنی اس سے بے التفاتی برتے اور حصول علم میں کوشش نہ کرے، اس کی لوگ مذمت بیان کرتے ہیں۔

18۔ مال ودولت ہمیشہ امیر آدمی کے دل میں خوف وڈر پیدا کرتا ہے، اس کے حصول سے پہلے وہ مغموم ہے اور بعد میں خائف، جس قدر مال زیادہ ہوگا اسی قدر اس کا ڈر زیادہ، بخلاف علم کے کہ اس سے طمانیت، فرح وسرور اور شادمانی پیدا ہوتی ہے۔

19۔ مالدار سے لازماً مال جدا ہوجائے گا، صرف حسرت اس کے دل میں باقی رہے گی جس سے اس کا نفس ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہے گا، بخلاف علم کے، اسے زوال نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مال کی لذت وقتی اور زائلہ ہے جس کا نتیجہ الم وحزن ہے اور علم کی لذت ابدی وسرمدی ہے۔

20۔ مالدار کی تکریم وتعظیم اس کے مال کی بناء پر ہے، جب وہ ختم ہوجاتا ہے اس کی عزت ووقار بھی ختم ہوجاتی ہے اور چونکہ عالم کی عزت اس کے علم کی بنا پر کی جاتی ہے لہٰذا وہ ہمیشہ مکرم ومحترم ہے۔

☆☆☆

شام میں فلسطین کی تاریخ کو دہرایا جا رہا ہے

عطا محمد جنجوعہ

اسرائیل نے باہر سے آنے والے یہودیوں کو آباد کرنے کے لیے نئی بستیاں تعمیر کیں اور معاشی مراعات سے نوازا لیکن مقامی فلسطینیوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ اگر کسی فلسطینی مسلمان کی مزاحمت پر ایک یہودی ہلاک ہو جاتا تو اُس قصبہ پر بمباری شروع ہو جاتی اس طرح فلسطینی ہجرت کر کے سرحدی علاقوں میں کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہوتے رہے جو خوراک کی قلت پر مردار جانوروں کا گوشت کھا کر پیٹ کی آگ بجھاتے۔ تاحال اسرائیل میں یہودیوں کی تعداد میں اضافہ جاری ہے۔ جبکہ ہجرت کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔

شام میں بشارت الاسد کے حامی قلیل تعداد میں ہیں۔ لیکن وہ ملک کے اقتدار پر چھائے ہوئے ہیں۔ شام کے مقامی لوگوں نے عرب بہار سے متاثر ہو کر جمہوری حقوق کے لیے احتجاج کیا تو شامی فوج نے اُن کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ عوام کی طرف سے مزاحمت شدت اختیار کر گئی تو سرکاری طیاروں نے اُن پر بمباری شروع کر دی۔ دو لاکھ سے زیادہ بے گناہ شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود تحریک حریت میں کمی نہ ہوئی جس طرح لٹیرا موقع کی مناسبت سے واردات کرتا ہے اسی طرح اہل مغرب نے عراق میں داعش کو جنم دیا جس نے آناً فاناً ایک علاقہ پر قبضہ کر لیا اور دہشت گردانہ وارداتوں کی وجہ سے جہاد کو بدنام کر رہی ہے۔ شام کے مزاحمت کاروں نے بعض علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا تو اُس وقت داعش نے شام میں مداخلت شروع کر دی اور نام نہاد خلافت تسلیم کرنے کے لیے مقامی مزاحمت کاروں سے برسرپیکار ہو گئی۔ امریکہ مشرق وسطیٰ میں آمروں کا تختہ الٹنے تک جمہوریت کے متوالوں کی سرپرستی کرتا رہا لیکن شام میں بشارت الاسد کو اقتدار سے ہٹانے پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر لی تو روس نے سگنل ملنے پر داعش کی آڑ میں کارپٹ بمباری شروع کر دی۔ روس اور شام کی مشترکہ فوج شمالی شام کے جن علاقوں میں ترکمان اور سنی قبائل آباد ہیں وہاں آپریشن کر رہی ہے تاکہ بشارت کے مخالفین نقل مکانی کر جائیں اور وہاں روسی فوج کے لیے محفوظ ایئر بیس اور ٹھکانے بنائے جا سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں سے بشارت کے مخالفین لاکھوں کی تعداد میں شام سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ترکی نے ہزاروں کو پناہ دی۔ دیگر مہاجرین سرحدوں پر براجمان ہیں۔ اہل یورپ نے مسلمان ہونے کی پاداش میں اُن پر دروازے بند کر دیئے۔ فلسطین کی تاریخ کو شام میں دوہرایا جا رہا ہے۔ ایران، عراق اور لبنان سے بشارت کے اقتدار کو سہارا دینے کے لیے پاسداران انقلاب کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ جہاں وہ حکومت کو عسکری امداد دے رہے ہیں وہاں شام میں مستقل سکونت اختیار کر رہے ہیں۔

افغانستان، عراق، لیبیا وغیرہ میں مذاکرات کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی بلکہ فوجی آپریشن سے بعض آمروں کا اس طرح خاتمہ کیا گیا کہ اُن کے خاندان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ لیکن شام کے معاملہ میں مسئلہ فلسطین کی طرح مذاکرات کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے تاکہ اسی دوران بشارت کے مخالفین شام اور روس کی بمباری اور داعش کی دہشت گردی سے مرتے رہیں یا بے دخلی پر مجبور ہوتے رہیں۔ شامی صدر اور اس کے اتحادیوں کی تگ و دو ہے کہ مخالفین زیادہ سے زیادہ بیرون ملک ہجرت کر جائیں جو باقی رہ جائیں اُن کو عرب و کرد و داعش والقاعدہ اور شیعہ و سنی میں تقسیم کر دیا جائے۔ پھر جب مذاکرات میں شامی اپوزیشن کو اقوام متحدہ کی زیرنگرانی انتخابات پر آمادہ کر لیا جائے تو اُس وقت بشارت کے جیتنے کے امکان روشن ہو جائیں۔ سوچنے پر مجبور ہیں کہ کیا عراق میں آمریت کی چکی میں پسنے والی عوام کا خمیر مٹی سے تھا اور اہل شام کا خمیر پتھر سے ہے؟ جمہوریت کے چیمپین اہل مغرب کا دوہرا معیار کیوں ہے؟ ایران، عراق اور لبنان وغیرہ بشارت کے اقتدار کو سہارا دینے کے لیے اعلانیہ عسکری حمایت کر رہے ہیں، کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ جب سعودی عرب نے شامی عوام کو ظلم سے بچانے کے لیے زمینی فوج بھیجنے کا اعلان کیا تو بشارت کے حامیوں کا سیخ پا ہونا چہ معنی دارد؟

مشرق وسطیٰ میں مذہبی و نسلی فساد کے شعلے بھڑکا کر گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ بہترین تدبیر کرنے والا اور کارساز ہے۔ مغربی تہذیب و تمدن کی اثر پذیری کی وجہ سے امت مسلمہ کی اکثریت ذکر الٰہی اور جہاد فی سبیل اللہ کی برکات سے محروم ہو چکی ہے، اب مشرق وسطیٰ کی آگ سے کندن بن کر نکلے گی۔ جس طرح ان کے اسلاف نے عرب و عجم میں دعوت و جہاد کا پرچم بلند کیا اسی طرح اُن کی روحانی اولاد کائنات میں اسلام سے محروم لوگوں کے سینوں کو ایمان کے نور سے منور کرے گی۔ انشاء اللہ۔

❁❁❁

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

عافیہ صدیقی کی والدہ کی قوم سے التجا

انور غازی

"اس مارچ کو عافیہ کی قید کو 13 سال ہوگئے۔ 23 مارچ 2002ء کو عافیہ کو "پرائیڈ آف پاکستان" دیا گیا اور 30 مارچ 2003ء کو امریکہ کے حوالے کردیا گیا۔ سول اور فوجی حکمران ڈو مور کی پالیسی پر عمل درآمد تو کررہے ہیں لیکن امریکہ سے قوم کی معصوم بیٹی نہیں لے سکتے"

یہ الفاظ ہیں اس مجبور و بے بس ماں کے جس کی جواں سال بیٹی اس ملک کے سول اور فوجی حکمرانوں کی بے بسی کی بھینٹ چڑھ گئی۔ کیا عجب ستم ظریفی ہے کہ حکمران اور سیاستدان ملکی و قومی مفادات کے خلاف سودے بازیاں کریں اور اس کی سزا بھگتیں قوم کی بیٹیاں اور مائیں۔۔۔! سوال یہ ہے کہ اس ملک کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ پوری قوم کی غیرت اور حمیت کہاں چلی گئی؟ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کیس ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہم سب اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں عافیہ صدیقی کی غمزدہ ماں اور بہن کی قوم سے آہوں اور سسکیوں میں ڈوبی التجائیں، ترلے، شکوے اور تمنائیں، حکمرانوں کی وعدہ خلافیوں اور سیاستدانوں کی منافقت کی داستان زبانِ حال سے سنا رہی ہیں۔

گزشتہ دنوں ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی اور ان کی والدہ محترمہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کا ایک ہی ورد تھا کہ کسی نہ کسی طرح ان کی بہن وقت کے فرعون امریکہ کے چنگل سے آزاد ہوجائے۔ عافیہ کا ذکر آتے ہی ماں بیٹی دونوں آبدیدہ ہوگئیں۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے موضوع بدلنے کی ناکام کوشش کی، لیکن انہوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ نذرِ قارئین ہے:

"اس مارچ کو عافیہ کی قید کو 13 سال ہوجائیں گے۔ اُمت کو جاگنا ہوگا۔ اب ہمارا صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے۔ اس برس صدر اوباما کی صدارتی مدت ختم ہورہی ہے۔ صدر اپنی مدت پوری کرکے جاتے ہوئے معافیاں بھی کرتے ہیں، اگر ہم پریشر ڈالیں تو عافیہ کی بھی معافی ہوسکتی ہے۔ امریکہ کہتا ہے قیدیوں سے متعلق ہمارے پاس معاہدہ موجود ہے۔ آپ بھارت کو دیکھیں۔ بھارت کی ایک خاتون کو قید میں لیا گیا تھا، امریکہ نے وہی معاہدہ بھارت سے کیا جو اُس نے پاکستان کو دیا تھا کہ اگر تم کو اپنی بیٹی چاہیے تو تم اس معاہدے پر سائن کرو۔ بھارت نے معاہدے پر سائن کرکے خاتون کو لے لیا۔ پاکستان کے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ پاکستانی حکمران اس معاہدے پر دستخط کرکے عافیہ کو آزاد کیوں نہیں کراتے؟ عافیہ کی قید کو 13 سال ہوگئے ہیں جو کہ بہت طویل عرصہ ہے۔ ماضی میں نواز شریف نے بھی کئی وعدے کیے تھے اور سندھ ہائی کورٹ کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ سندھ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہوا ہے کہ پاکستان اس معاہدے پر دستخط کردے، اگر معاہدے پر دستخط نہیں کرسکتے تو براہِ راست امریکہ سے عافیہ کو مانگ لیا جائے۔ یہ کیس اسلام آباد ہائی کورٹ میں درج ہے۔ وہاں جج نے نواز شریف صاحب کو آرڈر دیا تھا کہ نواز شریف نے یوسف رضا گیلانی کو خط لکھا تھا کہ یہ ملک کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہوگا کہ آپ عافیہ کے لیے آواز نہ اُٹھائیں۔ آج یہی نواز شریف وزیراعظم ہیں، آج نواز شریف یہی کام کریں جو ماضی کے وزیراعظم کو کہہ رہے تھے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس آرڈر پر عمل درآمد کیوں نہیں ہورہا؟ یہ وقت مانگنے کا ہے۔ گوانتاناموبے سے ایک بڑی تعداد میں قیدیوں کو رہا کروایا گیا جن کی بڑی قیمت ادا کی گئی۔ اس طریقے پر عافیہ کی رہائی کے لیے سیاسی سطح پر وزیراعظم نواز شریف صدر اوباما سے بات کریں یا وزیر داخلہ چوہدری نثار سینیٹر کیری سے بات کریں۔ ڈپلومیٹک سطح پر پاکستان کا فارن آفیسر وہاں کے سفارت کار کو بلائے کہ یہ معاملہ اس طریقے پر حل کروانا ہے۔ پاکستان نے ریمنڈ ڈیوس کو دیا۔ ابھی حال ہی میں اسرائیلی جاسوسہ حوالے کی گئی اور عامر احمد بھی حوالے کردیا۔ جو پاکستان کا مجرم ہوتا ہے، ہم امریکہ کے مانگنے پر فوراً دے دیتے ہیں، اسی طریقے پر امریکہ کو بھی عافیہ کو واپس کرنا چاہیے۔ مذکورہ معاہدہ سزا یافتہ مجرموں ہی کے لیے ہے۔ اس معاہدے کے تحت انہی مجرموں کی واپسی یقینی ہے جو سزا یافتہ ہیں۔ عافیہ کو قانونی طور پر سزا ہوچکی ہے مگر اس معاہدے کے تحت عافیہ واپس آسکتی ہے اور باقی سزا یہاں پاکستان میں پوری کرسکتی ہے۔ ڈپلومیٹک سطح پر پاکستان امریکہ سے یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ ہم نے امریکہ کے لیے اتنا کچھ کیا ہے، کیا وہ ایک عافیہ کو واپس نہیں کرسکتے؟ اٹارنی جنرل اور لاء منسٹری کہتے ہیں کہ ہم نے اس معاہدے سے متعلق پوری فائل تیار کرکے دستخط کے لیے نواز شریف کے حوالے کردی ہے۔ بقول لاء منسٹری کے یہ فائل پچھلے 18 مہینوں سے نواز شریف کی میز پر رکھی ہوئی ہے۔ ساری چیزیں موجود ہیں۔ امریکی کورٹ نے ہماری اپیل قبول کرلی ہے۔ جب امریکی کورٹ نے ہماری اپیل ہی قبول کرلی ہے کہ یہ Mistrial ہے تو انہوں نے عافیہ کے ساتھ رابطہ بند کردیا کہ یہ کیس آگے نہیں چل سکتا۔ اس کے بعد یکدم نیا شوشہ چھوڑ دیا کہ عافیہ انکار کررہی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں عافیہ سے ملوادو، ہم سے فون پر بات کروادو یا اسکائپ پر بات کروادو تاکہ وہ فیس ٹو فیس ہم سے بات کرکے بتادے کہ میں رہائی سے انکار کررہی ہوں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ہے، ہم آپ لوگوں کو عافیہ سے نہیں ملوا سکتے۔ ہم نے عافیہ سے فون پر بات کروانے کے لیے ایمبیسی سے رابطہ کیا۔ اس سلسلے میں پاکستانی سفارت خانے کی طرف سے خاتون سعدیہ قاضی امریکی سفارت خانہ گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ کافی دیر انتظار کروا کر جب میں اندر گئی تو قید خانے میں ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی، اُس کے اوپر چادر پڑی ہوئی تھی اور پیٹھ میری طرف تھی۔ "مم مم" کرکے کچھ پڑھ رہی تھی، شاید قرآن پاک ہی پڑھ رہی تھی۔ امریکہ کہتا ہے کہ پاکستان دوست ہے۔ کیا دوست اپنے دوست کی بیٹیوں کو عقوبت خانوں میں بند کرتے ہیں؟ کیا دوست اپنے دوست کی بیٹیوں کے سات سٹرپ سرچنگ (Strip

Searching) کرتے ہیں؟ کیا ٹارچر کرتے ہیں؟ کیا قید تنہائی میں ڈالتے ہیں؟ یہ کیسی دوستی ہے؟ وہ ڈو مور کہے جائیں اور ہم اپنی معصوم بیٹی کو امریکہ سے نہیں لے سکتے۔ ''جمہوریت'' عوام کی حکومت کہلاتی ہے، عوام جمہوریت کے ذریعے سے اپنی بات منوائے۔ عوام حکومت پر پریشر ڈالے۔ جب ہم پیپلز پارٹی کے پچھلے دور حکومت میں ایک ساتھ کھڑے ہوئے تھے، اسلام آباد میں دھرنا دیا تھا، آواز بلند کی تھی تو عافیہ کے بچے آ گئے۔ اس وقت کے وزیر اعظم گیلانی عافیہ کی رہائی کے لیے اقدام اُٹھانے کے لیے مجبور ہوئے۔ جب ووٹ چاہیے تھے تو عوام کے ووٹ لینے کے لیے ہر اُمیدوار ''عافیہ عافیہ'' کے گن گا رہا تھا کہ میں سب سے زیادہ بے غیرت ہوں گا اگر عافیہ کے لیے کچھ نہ کروں گا۔ حکومت میں آنے کے بعد اگر میں عافیہ کے لیے کچھ کروں گا تو کسی پر احسان نہیں کروں گا بلکہ یہ میرا دینی، اسلامی اور قومی فرض ہے۔ وہ قوم کی بیٹی ہے، وہ ہماری عزت اور غیرت ہے۔ یہ سارے جملے اُمیدواروں کی تقریروں کے جملے تھے کہ آپ مجھے ووٹ دیں تو تین مہینے کے اندر اندر عافیہ کو لے آؤں گا۔ اب تو حکومت کو تین سال ہو گئے ہیں۔ اب یہ بات بھی سب کے سامنے عیاں ہو گئی ہے کہ پاکستان کے سپہ سالار جنرل راحیل شریف دنیا کے دس طاقتور ترین جرنیلوں میں سے ہیں۔ محمد بن قاسمؒ 17 سال کا لڑکا تھا، اُس نے اتنی بڑی سلطنت سے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو آزاد کرا لیا، جنرل راحیل شریف اتنے طاقتور ہیں کہ وہ اس معاملے میں صرف ایک دو جملے ہی بول دیں تو معاملہ حل ہو سکتا ہے۔ جنرل راحیل شریف کا دعویٰ ہے کہ ملک سے دہشت گردی، کرپشن اور انارکی ختم کرنی ہے، اب اگر ہماری بیٹیاں ہی غیروں کی قید میں ہوں گی تو رحمتیں کہاں سے نازل ہوں گی؟ اس طرح تو عدم تحفظ کی فضاء قائم ہو گی۔ لوگوں کا قانون نافذ کرنے والے اداروں پر سے اعتماد اُٹھ جائے گا۔ ہر ملک کا مضبوط ترین ستون معیشت ہوتا ہے۔ ہر جمہوری حکومت، غیر جمہوری حکومت یا ڈکٹیٹر شپ کے لیے بھی تاجر برادری بہت اہم ہوتی ہے، کیونکہ اگر ملک کی معیشت صحیح نہیں ہو گی یا معیشت میں اُتار چڑھاؤ بہت زیادہ ہو گا تو ملک میں غیر پائیداری اور نقصانات زیادہ ہوں گے، اس لیے اگر تاجر برادری ایک وفد لے جا کر حکومت سے درخواست کر دے تو یہ حکومت پر بہت بڑا پریشر ہو گا۔ اگر وکلاء حضرات اپنی تحریک کو انصاف حاصل کرنے کے لیے اُٹھائیں تو میرے خیال سے پھر بھی معاملہ حل ہو سکتا ہے۔ ہر قانون دان مانتا ہے کہ عافیہ کی قید ناانصافی ہے۔ خود جج کہتے ہیں کہ کوئی ثبوت نہیں۔ اگر وکلاء اس معاملے میں قدم اُٹھائیں اور سپریم کورٹ میں درخواست دائر کریں کہ عافیہ کی قید ایک قومی مسئلہ ہے، یہ اب کسی ایک فرد کی بات نہیں ہے، یہ مجرم اور معصوم کی بات نہیں بلکہ یہ قومی عزت اور وقار کی بات ہے۔ آج کل کا میڈیا صرف اور صرف ہوا بھرے غبارے کی طرح ہے۔ کسی معاملے کو میڈیا پر ایک مخصوص وقت کے لیے اُجاگر کیا جاتا ہے، پھر وہ مسئلہ میڈیا سے ایسا غائب ہوتا ہے کہ جیسے کبھی میڈیا پر آیا ہی نہیں تھا۔ میڈیا ریاست کا چوتھا ستون مانا جاتا ہے۔ اگر یہ میڈیا تعمیری پالیسی اختیار کر کے عافیہ کا مسئلہ اُٹھاتا ہے تو اُس کی تہہ تک جائے۔ اس معاملے میں خوف زدہ نہ ہو۔ اگلے ماہ مارچ میں بھی پروگرامز کرنے کا ارادہ ہے۔ ناروے میں امریکی ایمبیسی کے باہر، ساؤتھ افریقہ میں امریکی ایمبسی اور پاکستان ایمبیسی کے باہر پر امن مظاہرے اور سیمینارز ہوں گے۔ برطانیہ میں بھی سیمینارز منعقد ہوں گے۔ Lawers کا ایک وفد امریکی ایمبیسی جائے گا۔ امریکہ میں تین موبلائزیشن بھی ہوں گی۔ 30 مارچ کے دن عافیہ کو امریکہ کے حوالے کیا گیا تھا۔ 23 مارچ 2002ء میں عافیہ کو ''پرائیڈ آف پاکستان'' کا ایوارڈ دیا گیا تھا، 2003ء میں امریکہ کے ہاتھوں بیچ دیا۔ اب تبدیلی کا وقت آ گیا ہے کہ پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہماری بیٹیاں عزت سے رہیں، آزادی کے ساتھ رہیں۔ ظلم و جبر کی خوفناک آندھی نے قوم کی معصوم بیٹی عافیہ کو 86 سال کے لیے قید کر کے خونی پنجے گاڑھ لیے ہیں۔ قوم کی عزت چند ڈالروں کے عوض نیلام ہوئی، لیکن سخت دل و بے حس حکمرانوں کے دل نہیں پسیجے۔ ہمارے دل عافیہ کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ ہم نہ بھولے ہیں نہ بھولیں گے۔ اپنا فرض یاد دلائیں گے سب کو کہ بیٹیاں بیچی نہیں جاتیں۔ (بشکریہ ضرب مومن)

☆☆☆☆☆

اہم اعلان

بسلسلہ کلّیۃ القُرآن لاہور (قرآن کالج)

درس نظامی (8 سالہ کورس) کے درجہ اولیٰ میں داخلے کے خواہشمند طلبہ اور ان کے والدین نوٹ فرمالیں کہ بعض انتظامی اور درسی وجوہ کے پیش نظر کلیۃ القرآن میں نئے داخلوں کی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق اس سال سے:

1. صرف میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔
2. داخلے رمضان المبارک کی 15 تاریخ تا شوال کی 5 تاریخ جاری رہیں گے۔
3. داخلے کا امتحان (ایڈمیشن ٹیسٹ) 9 جولائی 2016 کو صبح دس بجے ہوگا۔
4. داخلہ ٹیسٹ میں کامیاب طلبہ 11 جولائی سے باقاعدہ کلاسز کا آغاز کریں گے۔
5. مفت رہائش، کھانے اور مفت تعلیم کی سہولت صرف مستحق اور ذہین طلبہ کو دی جائے گی۔
6. درس نظامی کے طلبہ کے لیے ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز کا انتظام بھی ہے۔

المعلن: پرنسپل کلیۃ القرآن، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

رابطہ: 0301-4882395 042-35833637

مغربی تہذیب وثقافت اور مسلمان خواتین!

ام احمد

جب کبھی آپ کسی معروف ڈپارٹمنٹل اسٹور جائیں، پوری توجہ اور انہاک کے ساتھ اپنی اشیائے ضرورت کی خریداری میں مصروف ہوں، ایسے میں کسی ''بنت حوا'' کی کشش نسوانیت سے بھرپور آواز سوچ وفکر کا دائرہ اپنی طرف مبذول کراتی ہے۔ متعلقہ کمپنی کی مصنوعات کی خوبیوں، فوائد اور ثمرات کی تسبیح گنواتی زبان لمحہ بھر کے لیے آپ کو ذہنی وقلبی تذبذب سے دو چار کر دیتی ہے۔ کششِ صوت سے لے کر ہیئت لباس تک کا ''وصف اور ڈھنگ'' ابلیسی تیر بن کر آپ کی ایمانی وروحانی نظر وفکر کے قالب کو زخمی کرتا نظر آئے گا۔

قارئین! یہ رونا اور یہ دکھڑا کسی خاص مقام، مکان اور جگہ کا نہیں ہے۔ شامت اعمال کی یہ مشاہداتی تصویریں مسلم معاشرے میں ہر نشیب وفراز اور قدم قدم پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ صنف نازک کی تذلیل، تحقیر اور عدم توقیر کے حوالہ سے سرمو کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھتیں۔ حوا کی بیٹی ماضی قدیم میں یونانیوں کے ہاں برائیوں کا منبع، عرب کے ہاں ذلت ورسوائی کی علامت اور اہل کلیسا کے ہاں لونڈیوں سے بدتر حیثیت کی حامل گردانی جاتی تھی۔ حد تو یہ ہے کہ نصرانیت باوجود ایک مذہب سماوی کی دعویدار ہونے کے تحریف وتبدل کی رنگ آمیزی سے اس قدر کھوکھلی ہو چکی تھی کہ عورتوں کے لیے کلام مقدس کو چھونا اور گرجے میں داخلہ تک ممنوع قرار دیا جا چکا تھا۔ اس کے برخلاف اسلام نے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی صورت میں عورت کے حقوق بیان اور بحال کیے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی مبارک تعلیمات تو صنف اناث کو ''آبگینوں'' کی مانند نازک بتلاتی اور ان کی حفاظت کا حکم دیتی ہیں۔ فی زمانہ حقوق نسواں کی بحالی اور تحفظ کے نام پر ٹڈی دل مغرب زدہ این جی اوز کا وجود نا مسعود مسلمان خواتین کو دین سے برگشتہ خاطر کرنے کے لیے کیا کیا طریقے اور حربے اپنا رہا ہے؟ آیئے! ایک اچٹتی نظر اس کھلی حقیقت پر ڈالتے ہیں:

1 معاشرے کے مستحکم اور فیصلہ کن اہمیت وحیثیت رکھنے والے افراد کار سے ربط وضبط بڑھانا تا کہ راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے۔

2 اشتہارات کی تشہیر اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ رائے عامہ کی ہمواری۔

3 باقاعدہ اور منظم طریقہ کار کے تحت عدالتوں میں من پسند شادی کرنے والے جوڑوں کے مقدمات موجود ہیں تا کہ بین الاقوامی سطح پر اس طرز عمل کی زیادہ سے زیادہ پذیرائی ہو سکے۔

4 جنسی بے راہ روی کو ہوا دینے کے لیے مخلوط تعلیمی اداروں کے قیام کی بھرپور حوصلہ افزائی۔

5 دفاتر، فیکٹریوں اور کارخانوں میں مرد وعورت کے اختلاطی ماحول کی نشوونما، نوبت بایں جا رسید کہ بعض مسلم ممالک میں مخلوط ماحول پیدا کرنے کے لیے ایجوکیشن، انجینئرنگ، اکاؤنٹس اور دیگر دفتری امور کے لیے خواتین کیڈٹس کی بھرتی جاری وساری ہے۔

6 ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مخلوط محفلوں کی خبریں، کہانیاں اور رپورٹس منظر عام پر لائی جا رہی ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا سے پیش کیے جانے والے پروگراموں میں جنسی آزادی اور خاندانی منصوبہ بندی کے مقاصد کو خصوصی طور پر اجاگر اور نمایاں کیا جا رہا ہے، اس صورت حال پر حفیظ جالندھری کے اشعار جاندار اور خوبصورت تجزیہ وتبصرہ معلوم ہوتے ہیں:

اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
جن کی نظروں میں حجابِ صنفِ نازک ہے وبال
چاہتے ہیں بیٹیوں، بہنوں کو عریاں دیکھنا
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا

تسلیم کہ ''معاش'' بعض مخصوص حالات وکیفیات میں کچھ خواتین کی اقتصادی مجبوری ہے۔ لیکن اس کے لیے حدود شرع کو پامال کرنا، اسلامی تعلیمات کا سرعام ''عملی استہزا'' کرنا اور فطری روایات واقدار کو پس پشت ڈالنا کہاں کی دانشمندی، روشن خیالی اور تہذیب یافتہ ہونے کی علامت ونشانی ہے؟ اسلام دین فطرت ہے۔ اس کی روشن، واضح اور غیر مبہم تعلیمات ہر دور وزمانہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک، عورت سے لے کر مرد تک، بچہ سے لے کر بوڑھے تک، جاہل سے لے کر عالم تک، فقیر سے لے کر غنی تک غرض ہر ایک کے لیے یکساں قابل قبول وعمل تھیں، ہیں اور رہیں گی۔ صاحب ایمان خاتون کا لباس اسلام کی نگاہ میں کیا اہمیت وحیثیت رکھتا ہے؟ اس سوال کا جواب ''دین مبین'' کی تعلیم کردہ ہدایت کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں (مکہ سے مدینہ) ہجرت کی، جب اللہ پاک نے :ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن کا حکم نازل فرمایا تو انہوں نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنا لیئے۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مشرک عورتیں سر پر دوپٹہ کر کے بقیہ حصہ کمر پر ڈال دیا کرتی تھیں۔ اس کے برعکس مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ سر سمیت سینہ اور گلے پر بھی دوپٹہ ڈالیں۔ یہ حکم سن کر صحابیاتؓ نے موٹی چادروں کو کاٹ کر اپنے دوپٹے بنا لیئے، کیونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہ ہو سکتا تھا۔

''تحفہ خواتین'' میں مولانا محمد عاشق الٰہیؒ حدیث مذکور کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

''آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھتی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن و جمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے۔ دوسرے اس قسم کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پر ٹھہرتا ہی نہیں، چکناہٹ کی وجہ سے بار بار سرکتا ہے اور پردہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ پاک ایسے مرد پر لعنت فرماتے ہیں جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت کی سزاوار ٹھہرتی ہے جو مرد کا پہناوا زیب تن کرے۔''

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیے! فیشن پرستی کا ماحول، اباحیت پسندی، جنسی بے راہ روی، فحاشی وعریانی اور مادیت کی یورش ہر سو طوفان بپا کیے ہوئے ہے، نادانی، خود فریبی اور نفس پرستی کا شکار مسلمان ''غیروں'' کی نقالی میں اس قدر منہمک ہو چکا ہے کہ مرد وزن کے ہیئت لباس، نوعیت کار اور پیدائشی فرق تک کو ختم کر دینے پہ تلا ہوا ہے۔ ☆☆☆

تنظیم اسلامی ٹوبہ کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

16 فروری بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی ٹوبہ کے مرکز (جامع مسجد شالیمار ٹاؤن) میں ماہانہ خطاب کے سلسلے میں امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ''عالم اسلام پر دجالیت کا حملہ کے موضوع پر'' خطاب کیا۔ پروگرام سے قبل رفقاء نے ہینڈ بل، پوسٹر، اور بینرز کے ذریعے شہر میں تشہیر کی۔ پروگرام کا آغاز پروفیسر خلیل الرحمٰن کے افتتاحی کلمات سے ہوا جس میں انہوں نے مہمان مقرر کا تعارف کروایا اور دعوت خطاب دی۔ خطاب کے آغاز میں جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے سورۃ الکہف کی ابتدائی اور آخری آیات تلاوت فرمائیں اور ان آیات کے دجالی فتنے سے تعلق کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا۔ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے حوالے سے بتایا کہ دورِ فتن میں کامیابی کا واحد راستہ اللہ کی کتاب ہے۔ دجالی فتنہ نوع انسانی کا اتنا بڑا فتنہ ہے کہ حضرت نوحؑ سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک تمام پیغمبر اپنی قوموں کو اس فتنے سے آگاہ کرتے رہے۔ آج کے دور میں دنیاوی لحاظ سے تو بہت ترقی ہوئی ہے لیکن خالق کائنات، انسانی روح اور آخرت کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔ نتیجتاً انسان شریعت سے منہ موڑ کر حیوان کی سطح پر آ گیا۔ سود، فحاشی، بے حیائی عالم اسلام میں داخل ہو چکی ہے۔ یہی فتنہ دجالیت ہے۔ حضور ﷺ نے اس فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت کی تلقین فرمائی ہے۔ آخر میں امیر حلقہ نے اجتماعیت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ غلبہ دین کے لیے جماعتی زندگی کو اختیار کیا جائے اور اس دعا پر اپنی گفتگو ختم کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دجالی فتنے سے محفوظ رکھے اور اپنی کتاب مقدس سے مضبوط تعلق قائم کرنے کی توفیق بخشے۔ اس موقع پر تنظیمی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس پروگرام میں کم وبیش 100 رفقاء واحباب نے شرکت کی، اللہ پاک سب رفقاء کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین! (غلام نبی، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

تنظیم اسلامی مدینہ ٹاؤن بہاولپور میں دعوتی پروگرام

حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم مدینہ ٹاؤن کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی پروگرام 28 فروری 2016ء کو مدینہ ٹاؤن بہاولپور میں منعقد ہوا جس میں ناظم دعوت حلقہ جنوبی پنجاب نے سورۃ التوبہ کی آیات کی روشنی میں اقامت دین کی جدوجہد کے دوران اہل ایمان کو پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس مشن میں ہم اپنا کتنا کردار ادا کر رہے ہیں اور ہم کہاں کھڑے ہیں ہر شخص اپنا جائزہ لے۔ انہوں نے ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا واقعہ بھی سامعین کے سامنے رکھا جو جنگ تبوک میں شرکت کرنے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اللہ کی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہنے میں پیچھے رہ جائیں۔ دنیا میں ہر انسان جدوجہد میں لگا ہوا ہے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس دور میں اقامت دین کی جدوجہد کون کر رہا ہے۔ یہ انبیاء کا مشن ہے۔ اس میں اپنا حصہ ڈال کر اُخروی کامیابی کا حصول ممکن ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی اس گواہی کی زد میں نہ آ جائیں۔

''اور اس دن رسولؐ کہیں گے اے میرے رب میری (اُمت) نے اس قرآن (اور اس کے عملی تقاضوں) سے دوری اختیار کر لی تھی۔'' (الفرقان:30)

اللہ تعالیٰ ہماری کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

دعائے صحت

☆ حلقہ لاہور غربی سمن آباد کے ملتزم رفیق جناب عبد القدوس عارضہ دماغی میں مبتلا ہو گئے

☆ حلقہ ملاکنڈ کی مقامی تنظیم دیر کے امیر سعید اللہ کی زوجہ محترمہ اور اسی تنظیم کے ملتزم رفیق سید امجد علی شاہ کی زوجہ محترمہ کافی عرصہ سے علیل ہیں

☆ کراچی گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب جاوید اقبال عثمانی کی والدہ سخت علیل ہیں

☆ کراچی گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب ظفر الطاف صدیقی کی والدہ محترمہ اور اہلیہ سخت علیل ہیں

☆ کراچی گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب محمد ہاشم صاحب کی اہلیہ سخت علیل ہیں

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

دعائے مغفرت إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب عبد الوسیم خان کے والد وفات پا گئے

☆ مقامی تنظیم سکھر کے امیر محترم عرفان طارق ہاشمی کے بڑے بھائی وفات پا گئے

☆ لاہور وسطی کے سابق رفیق مرحوم عادل جہانگیر کی بیٹی، رفقاء مطیع اللہ، خلیل اللہ اور عبد الرب کی جواں سال ہمشیرہ وفات پا گئیں

☆ حلقہ کراچی شمالی گلشن معمار کے رفقاء جناب محمد طارق حق کی بڑی بہن اور رفیق محمد سعد طارق کی پھوپھی وفات پا گئیں

☆ حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 2 کے رفیق قاری محمد غلام اکبر کی پھوپھی وفات پا گئیں

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی پشاور شہر کے رفقاء محترم کاشف منیر اور محترم علی منیر کی والدہ وفات پا گئیں

☆ رفیقۂ تنظیم وسابقہ نقیبہ اُسرہ نوشہرہ خیبر پختونخوا کے ماموں وفات پا گئے

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظم بیت المال محترم علی اصغر کے سسر وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے

حقیقت واَقسامِ شرک

اشاعت خاص 100 روپے، اشاعت عام 60 روپے

Islamic Feminism is a Shaky Bridge!
Be Firm in Faith and Actions and Avoid Accidents

It looks as though the contemporary world is hanging over a dark and deep pit and people are walking through a narrow bridge and every step a human being takes becomes a fatal test by itself – whether he/she will shiver and struggle, meet some accident and fall into the pit or will somehow pass through either with some jerks and shocks or with all firmness and steadfastness and will find themselves in safe heaven.

The problem is why in the first place the world is hanging over a pit although the world is originally created by the Creator, Master and the Sovereign, Allah (s.w.t.) with all firmness, justice and balance. It seems people overlooked, neglected and sometimes even rejected the straight and the rightful bridge of Divine guidance which Allah (s.w.t.) blessed them with and they created their own loose and shaky bridges, paths, ways and sub-ways based on their ignorance and extremist and unjust actions and brought all havoc in the world, disturbing its balance and justice. However, nothing to be pessimistic. There have been always few people who never become victims of the shaky and dwindling bridges and remain firm on the just, moderate and the strong bridge built by the Almighty Allah (s.w.t.), whose one of the attributes is that He is al Mateen, All-Strong and All-Overpowering.

Many of the modern ideologies on socio-economic and political issues and on the issues of human rights and women's rights are nothing but shaky and loose bridges which are hanging over the dark and deep pit and people and nations following them are rocking in extreme directions with agony and anxiety. Sometimes, these modern ideologies are painted and decorated with religious terms and tones only to globalize the ideologies to promote the hidden goals and objectives of the ideologies. One such decorative term is Islamic Feminism.

There still remain followers of Islam who do not accept the terms and contents of Islamic feminism, but they are pro-active leaders, fully engaging themselves in upholding the rights of women based on the Qur'ān, the Sunnah and early Islamic history. They do not buy the arguments of modernism given by another set of scholars-activists, albeit a small one, who declare that they are inspired by the Qur'ān and the Sunnah yet do not totally reject feminism. Instead, they are quite comfortable with the terms Islamic Feminism and Islamic feminists and fail to raise pertinent questions on the terms.

It is important for Muslim scholarship on all sides to understand that the bases of all movements for the protection of human rights in Islam ought to be firmly rooted in the canons of the Qur'ān and the Sunnah. If not, then, the Muslim Ummah would be on a slippery road to nowhere, always in danger of losing their direction and ultimately the right path itself.

There would never be an argument as distraught as misusing the Islamic ideal of liberation of 'man' from 'man' through his/her submission to Allah while making a case for liberating women from all kinds of man-made bondages. Most of the Western ideals imposed on our society are done so by using the name and the message of Islam as a pretense. If that notion goes unchecked today, then there would be no stopping from our societies becoming totally Western in their make.

<u>Source adapted from:</u> http://radianceweekly.in

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.10

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore